شریعت اسلامی کے نفاذ کے لئے فقہ اسلامی کے احکام کی تدوین کی ضرورت

تحریر

ڈاکٹر عبدالحمید محمود البعلی

نام کتاب: شریعت اسلامی کے نفاذ کے لئے فقہ اسلامی
کے احکام کی تدوین کی ضرورت
مصنف: ڈاکٹر عبدالحمید محمود البعلی
مترجم:
صفحات: ۹۶
قیمت:
سن اشاعت: ۲۰۱۱ء

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

موضوع	صفحہ
تعارف مولف	۹
مقدمہ	۱۳
بحث کی اہمیت	۱۸
فصل اول: بنیادی اصطلاحات	۲۰
فقہ کیا ہے؟	۲۰
استعمال میں آنے والی مختلف اصطلاحات اوران میں انتخاب کا طریقہ	۲۰
دین اور شریعت	۲۱
دین اور عقیدہ	۲۲
شریعت اور فقہ	۲۲
قانون کی اصطلاح نسبیہ	۲۴
فصل دوم: قانون کی اصطلاح، مسلمانوں کے بہت سے اولین علماء نے کوئی حرج سمجھے بغیر استعمال کی ہے	۲۶
فصل سوم: تقنین کے معنی اور اس کی غرض و غایت	۳۱
تقنین کے لغوی معنی	۳۱
تقنین کے اصطلاحی معنی	۳۱

تقنین کی اس دور کے لوگوں نے جو تعریفیں کی ہیں	۳۱
اسلامی قانون سازی کے مجموعوں کے نام	۳۳
فصل چہارم: توازن کے ساتھ قانون کی تدوین	۳۴
قانون سازی کے عمل کے ماخذ	۳۴
شرعی مصالح کی تدوین کی فضیلت و برتری	۳۵
ترجیح	۳۷
اول قانون کی تدوین کے سلسلہ میں ذمہ داری دوسرے پر ڈالنا	۳۸
دوسرے ابن فرحون کے نزدیک انتخاب	۳۸
فصل پنجم: قانون کی مطلوبہ تدوین کی خصوصیات اور اس کی شرعی بنیادیں	۴۰
قانون کی تدوین وقت کی ضرورت	۴۰
قانون کی تدوین کی خصوصیات اور اس میں جن امور کی رعایت ضروری ہے	۴۰
قانون کی تدوین اور اس کی شرعی بنیاد	۴۱
اول رعایا کے اوپر تصرف-مصلحت اور شرعی سیاست سے وابستہ ہے	۴۱
دوم ولی الامر کی اطاعت اس معاملہ میں واجب ہے جس میں کوئی معصیت نہ ہو	۴۳
سوم عمل اور نفاذ کے موقع پر رکھنا قانون کی تدوین ہے	۴۴
فصل ششم: قانون سازی کا جوہر لازم ہونا اور اس کی اصل	۴۷
قوانین کی فطرت ان کا لازم ہونا	۴۷
اس سلسلہ میں سب سے مشہور رسالہ حضرت عمر فاروق کا ہے جو انہوں نے ابوموسی اشعری کو بھیجا تھا	۴۷
قضا کے معاملہ میں عمر فاروق کے رسالہ کی اہمیت اور قانون سازی میں اس کی اہمیت	۴۹

اس پابندی کا مستحق ہونا ۵۳
قانون سازی اوراس کی پابندی کوممنوع قرار دینے والوں کے دلائل اوران کارد ۵۶
فصل ہفتم: قانون سازی کا طریقہ اوراس کے تجربات مہارتیں ۶۰
اول قانون سازی کا طریقہ ۶۰
خلیج عربی کے ممالک کے لئے تعاون کونسل کے ممالک میں قانون سازی کے دستورالعمل کا نمونہ ۶۲
دوسرے تیاری اوراس کا طریقہ ۶۳
تیسرے تیاری ۶۴
چوتھے قانون سازی سے متعلق بورڈ کے ارکان کے درمیان اختلافات کوختم کرنے کے اصول ۶۴
پانچویں وضاحتی یاددہانی ۶۵
تعاون کونسل کے ممالک کے طرز پر قانون سازی کے دستورالعمل پر تبصرہ ۶۵
وضعی قانون کے ماہرین کے نزدیک دوسرا نمونہ ۶۸
قانون سازی کے لئے ترمیم شدہ عمل کا اسلوب اے ڈی سلیمان مرقس کے نزدیک ۶۸
جامعہ ازہر میں مجلس تحقیقات اسلامی کا نمونہ ۶۹
دوسرے قانون سازی کی اہمیت اوراس کے اکتساب کا پروگرام ۷۶
مہارتیں ۷۶
قانون سازی کی مہارتیں حاصل کرنے کا پروگرام ۷۶
فصل ہشتم: قانون سازی اوراس کی تصنیف کے سلسلہ میں کی گئی جدوجہد ۷۸
اولاً فکری کوششیں ۷۸

دوسرے بعض عربی اسلامی ممالک کے لئے قانون سازی سے متعلق سرکاری دستاویزوں میں دلیل موجود ہے ۸۱
اسلامی مملکت کا دین اور شریعت قانون سازی کے لئے بنیادی ماخذ ہے ۸۱
عربی دستور اور دین وریاست کے درمیان فرق نہ ہونا ۸۲
تیسرے ایسی قانون سازی جس میں کلی طور پر یا غالب طور پر فقہ اسلامی سے مدد لی گئی ہو اور جو عملاً مطابقت رکھتی ہو ۸۴
چوتھے فقہ اسلامی کے احکام سے مدد لے کر تیار کئے گئے قوانین کے مسودہ کی تیاری ۸۶
فصل نہم: عصری قوانین کے علم میں فقہ اسلامی کا مقام ومرتبہ اور اس کے احکام کی تدوین کے تقاضے ۸۸
وہ مقام جو دور حاضر کے علم قانون میں فقہ اسلامی کو دینے کی ضرورت ہے ۸۸
دوسرے حالیہ مصری شہری قانون سازی اور ذاتی توجہ سے فقہ اسلامی کا اختیار کرنا نیز عرب ممالک کے قوانین میں اس کو موثر بنانا ۸۹
جامعہ عربیہ کے ممالک کے لئے ایسی کمی وکیفی تصنیف کہ اس میں شہری قانون پیش کیا جاسکے اور فقہ اسلامی کے احکام کے اثرات کو بڑھایا جائے ۹۱
تیسرے عصری قانون کے ماہر اے ڈی السنہوری کے نزدیک قانون سازی کے تقاضے ۹۴

تعارف مولف

۱- کلیۃ الشریعہ جامعہ ازہر سے کمپریٹو (تقابلی) فقہ میں اعلی ڈگری ڈاکٹریٹ امتیازی حیثیت میں حاصل کی۔

۲- کلیۃ الشریعہ جامعہ ازہر سے کمپریٹو (تقابلی) فقہ میں درجہ تخصص ماسٹر ڈگری حاصل کی (ایم اے کیا)۔

۳- جامعۃ القاہرہ کے کلیۃ الحقوق سے قانون عام (کامن لا میں) سٹر ڈگری (شریعت اسلامی میں اعلی مطالعہ کا ڈپلوما) اور جامعہ عین شمس کے کلیۃ الحقوق سے کامن لا میں اعلی مطالعہ کا ڈپلوما حاصل کیا۔

۴- فقہ اقتصادیات اور قانون میں ۵۰ سے زیادہ علماء سے استفادہ کیا جو ان تینوں میدانوں میں اعلی مقام کے حامل تھے، اور آپ کو اسلامی اقتصادیات اور اسلامی بنکوں کے سلسلہ میں ۳۰ سال سے زیادہ کا عملی تجربہ ہے۔

۵- آپ نے ۱۹۷۰ء کی دہائی کے آغاز میں اسلامی بنکوں کے لئے بین الاقوامی اتحاد میں اسلامی اقتصادیات اور اسلامی بنکوں کے علم سے متعلق تاسیسی مطالعہ کے اجلاسوں میں تین سال تک کام کیا۔

۶- تقابلی اقتصادی وبنکنگ اور اسلامی مالی اداروں کے فقہ میں آپ کے ۱۰۰ سے زیادہ کتابیں اور مضامین پمفلٹ وغیرہ کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں، جبکہ کئی سو علمی مقالے بھی شائع ہو چکے ہیں اور کئی کتابیں یونیورسٹیوں کے کورس میں شامل ہیں۔

۷- آپ نے کئی تربیتی اور ٹریننگ اداروں میں دسیوں خصوصی تربیتی پروگراموں کے

نقشے وخاکے تیار کیئے، ان کو نافذ کیا اور ان میں حصہ لیا، اس طرح اسلامی بنکوں اور اقتصادیات سے متعلق بہت سے اکیڈمک وتدریسی علمی مضامین بھی آپ نے سپرد قلم کیئے اور دسیوں رسائل وعلمی مباحثوں کی نگرانی کی۔

۸-سعودی تجارتی پرائیوٹ بنک کو بدلنے کے پروگرام کا خاکہ بنایا اور اس کے نفاذ میں حصہ لیا یاد رہے کہ مشرق وسطی میں اسلامی بنکوں میں یہ پہلا بڑا بینک ہے۔

۹-بنکنگ عمل کے اداروں کے پروگرام کا نقشہ بنایا اور اس کو عملی جامہ پہنایا جو بنکنگ ادارہ میں نفع ونقصان میں حصہ داروں کی بنیاد پر سعودی عرب میں بنکنگ عمل کی ترقی کے لئے سعودی کرنسی کے ادارہ کے تحت قائم ہوا اور جس نے مملکت کے بنکوں میں وسائل انسانی کی ترقی کے لئے کام کیا۔

۱۰-آپ نے کویت سینٹرل بنک کے تحت بنکنگ مطالعہ کے ادارہ کے لئے اسلامی بنکنگ عمل کے اداروں کے پہلے پروگرام کا نقشہ بنایا اور اس کو عملی جامہ پہنایا۔

۱۱-آپ اسلامی بنکوں کے بین الاقوامی اتحاد کے پہلے مشیر مقرر ہوئے۔

۱۲-اسلامی مالیاتی اداروں اور شرعی بنکوں کی نگرانی اور قانونی رائے (فتوی) کے اعلی ادارہ کے پہلے سکریٹری منتخب ہوئے۔

۱۳-مملکت سعودی عرب میں جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ بالجنوب میں شعبہ اسلامی اقتصادیات کے بانی وپہلے چیرمین قرار پائے، اور کلیۃ التجارۃ جامعہ ازہر، کلیۃ الشریعہ جامعہ کویت، کلیۃ الشریعہ واصول الدین بالجنوب جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ، مملکت سعودی عرب میں اسلامی اقتصادیات اور اس کی فروعات پڑھائے، اس سے بڑھ کر یہ کہ ریاض کے کلیۃ الشریعہ میں شعبہ فقہ کے طریقوں کو ترقی دی۔

۱۴-جمہوریہ قبرص ترکی میں اسلامی اقتصادیات اور بنکوں کے لئے بین الاقوامی ادارہ

میں اسلامی اقتصادیات اور تقابلی فقہ (قانون) کے استاذ رہے۔
۱۵- واشنگٹن میں قاہرہ کی برانچ عالمی ادارہ برائے فکر اسلامی میں شرعی کونسل کے چیرمین رہے جو اسلامی مالیاتی اداروں اور بنکوں کی کارکردگی کی نگرانی کرتی ہے، اور ادارہ میں اسلامی اقتصادیات کی تحقیق ومطالعہ کی اعلی کونسل کے رکن رہے۔
۱۶- بحرین میں اسلامی مالیاتی اداروں کی چیکنگ وآڈیٹر بورڈ میں چیکنگ وآڈیٹنگ کی مجلس کے رکن اور مجلس میں اخلاقی کمیٹی کے سربراہ رہے۔
۱۷- اسلامی سرمایہ کار کمپنیوں، مالی اداروں اور کئی ملکوں میں شرعی نگرانی اور قانونی رائے کے بورڈوں کے رکن وچیرمین
۱۸-مصر کی شئیر کمپنی میں عالمی سرمایہ کاری کمپنی کے لئے سابق نمائندہ رکن۔
۱۹- جمہوریہ قبرص ترکی میں فیصل اسلامی بینک کے لئے شرعی نگرانی کے ادارہ کے چیرمین۔
۲۰-مصری وعربی یونیورسٹیوں میں کئی سال تک پڑھایا۔
۲۱-مصر کی عدالتی بنچوں میں جج رہے۔
۲۲-اسلامی بنکوں واقتصادیات اور تقابلی قانون کے بہت سے اجلاسوں، کانفرنسوں اور سمیناروں میں شریک ہوئے۔
۲۳-حسب ذیل امدادی انشورنس پروجیکٹوں میں حصہ لیا:
☆ امدادی انشورنس کمپنی کی تشکیل کے اصول وضوابط منظور کرنے میں حصہ لیا جو ۱۹۷۹ء میں بین الاقوامی اسلامی بنکوں کے اتحاد میں مرحوم یوسف کمال نے ''سرمایہ کاری برائے انشورنس'' کے عنوان سے تیار کئے تھے، اور یہ مسلمانوں کے درمیان سرمایہ کاری وسیونگ اور تکافل کے لئے تیسرے اسلامی مضاربت کا کنٹریکٹ جاری کرنے میں خلیجی سرمایہ کاری کے لئے

اسلامی حصہ داری کی بنیاد تھی۔

☆ شریعت اسلامی کے احکام کے نفاذ کے سلسلہ میں اعلی سطحی مشاورتی کونسل میں امدادی انشورنس کے لئے مسودہ قانون کی پہلی تجویز کی تیاری میں حصہ لیا۔

☆ کویت میں امدادی وتکافلی انشورنس کمپنیوں کے لئے بعض بنیادی انتظامات اور تاسیسی معاہدوں کی چیکنگ میں حصہ لیا۔

☆ بعض امدادی انشورنس کمپنیوں میں کارکنوں کی تربیت کی۔

☆ ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء میں قاہرہ میں اسلامی بنکوں کے بین الاقوامی اتحاد کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے امدادی انشورنس کی عالمی کانفرنس میں شرکت کی۔

☆ شعبان ۱۴۲۵ھ مطابق ستمبر ۲۰۰۴ء میں سعودی عرب کے پہلے قومی تکافلی اجلاس میں شریک ہوئے۔

☆ مارچ ۱۹۹۸ء میں کویت کی وزارت اوقاف واسلامی امور میں مجلس قانون کی طرف سے منعقد ہونے والے ماہرین کے اجلاس میں مدعو کئے گئے۔

☆ امدادی تکافلی انشورنس کے سلسلہ میں نقشہ تیار کرنے والے کئی کنونشوں میں حصہ لیا۔

۲۴- اسلامی بنکوں کے لئے قانون سازی کا پہلا نقشہ تیار کیا، اور کویت میں شریعت اسلامی کے پوری طرح نفاذ کے لئے اعلی سطحی مشاورتی کونسل میں حصہ لیا۔

۲۵- اس وقت کویت میں اور کویت کے دفتر میں شریعت اسلامی کے احکام کے نفاذ سے متعلق اعلی سطحی مشاورتی کونسل میں مشیر ہیں۔

مقدمہ

شریعت اسلامی مسلمانوں کے عقیدہ اور دین کی بنیاد ہے، اور اس کے نفاذ کا مطالبہ پوری طرح بجا و جائز ہے۔

امت اسلامیہ اور اس کے تمام طبقات نے بلا استثناء تمام ممالک اسلامی میں زندگی کے تمام شعبوں میں شریعت اسلامی کے نفاذ پر توجہ دینے کا پرجوش خیر مقدم کیا ہے، اس لئے کہ یہ امت یہ سمجھتی ہے کہ شریعت اسلامی کے احکام پر عمل اسلامی عقیدہ کی بنیاد ہے اور اس کا ایک اٹوٹ حصہ ہے اور یہ کہ اس کا نفاذ اور اس پر عمل کرنا زندگی کے ہر میدان میں اور ہر زمانہ میں اور ہر جگہ واجب ہے، اور اس لئے کہ اسلامی شریعت شریعت صالحہ اور قیامت تک قائم و دائم رہنے والی ہے۔

اور امت اسلامیہ کی زندگی کو قرآن وسنت پر عمل سے ایک نئی زندگی اور تقویت حاصل ہوتی ہے، ترقی کرتی اور ثابت و مربوط رہتی ہے اور جس قدر اس سے دور ہوتی ہے اتنا ہی اس کی قوت و توانائی میں کمزوری اور کمی آتی ہے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ جب تک تم اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے (مسند احمد)۔

گمراہی کا مطلب جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کتاب وسنت پر عمل کو ترک کرنے کا نتیجہ ہے۔

شریعت اسلامیہ سلف صالح اور ان کے بعد کے زمانہ سے عالم اسلام میں مقدس قانون قرار پائی اور تقریباً تیرہ صدیوں تک اس پر عمل ہوتا رہا حتی کہ مغربی استعمار کا دور آ گیا جس

نے اس کو بدل کرانسانوں کے وضع کردہ اپنے قوانین تھوپ دیئے، اس طرح جو کچھ اللہ نے حرام کیا تھااس نے حلال کر دیا اور جو کچھ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرض کیا تھااس کو باطل کر دیا۔

آج امت اسلامیہ رشدو ہدایت پر قائم ہو چکی ہے اور اس نے اپنے رب کی طرف رجوع کرلیا ہے اور اپنے خالق کی شریعت کے احکام کے نفاذ کی طرف پلٹنے کا مطالبہ کررہی ہے، اس لئے کہ وہ سمجھ رہی ہے کہ شریعت اسلامیہ کے احکام پر عمل اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں اس کا نفاذ اس کے عقیدہ اور اس کے دین کی بنیاد ہے۔

بعض عربی اور اسلامی ممالک نے جن میں بعض خلیجی تعاون کونسل کے ممالک بھی شامل ہیں، شریعت اسلامی کے احکام کے نفاذ کی سمت میں مبارک اقدامات کئے ہیں اور یہ شریعت اسلامیہ سے مطابقت رکھنے والے قوانین کے مجموعہ کے اجراء اور فقہ اسلامی کی تدوین کی تحریک سے ظاہر ہے جو کہ ان ملکوں مصر، عراق، اردن، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات وغیرہ میں ظاہر ہوتی ہے، اس کے علاوہ کانفرنسیں اور اجلاس منعقد کئے گئے ہیں جن میں شریعت اسلامیہ کے احکام کے نفاذ کے موضوع پر بحثیں کی گئی ہیں، ان میں ہمارا ملک عزیز کویت بھی شامل ہے جہاں شریعت اسلامیہ کے احکام کے نفاذ کے لئے اعلی سطحی مشاورتی کونسل نے سرکاری نقشہ نمبر ۱۴۹/۹۱ بنایا جو ۱۲ دسمبر ۱۹۹۱ء کو جاری ہوا اور جس کے اہداف حسب ذیل ہیں:

۱- شریعت اسلامی کے احکام کے نفاذ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا نظریہ قائم کرنا۔

۲- مختلف میدانوں میں شریعت اسلامی کے احکام کے مخالف نظاموں میں شریعت اسلامی کے احکام کو نافذ کرنا۔

۳- شریعت اسلامی کے احکام کے مخالف رواج اور مستقل عمل سے پیدا ہونے والی صورتحال کے تدارک کا نظریہ قائم کرنا۔

مجلس قانون ساز کے اغراض ومقاصد میں حسب ذیل امور بھی شامل ہیں:

۱- پہلے سے مروج قوانین میں ایسی اصلاح وترمیم تجویز کرنا جو شریعت اسلامی کے مطابق ہوں، ساتھ ہی اصلاح وترمیم کی ترجیحات پیش کرنا۔

۲-قوانین کے ان مسودوں کے سلسلہ میں اپنی رائے دینا جو قومی اسمبلی یا حکومت کی طرف سے اعلیٰ سطحی مشاورتی کونسل کو سپرد کئے جائیں۔

۳- قانون سازی کے نظریہ کے سلسلہ میں اعلیٰ سطحی کونسل اور دوسرے اداروں کی طرف سے پیش کردہ پروجیکٹوں کو عملی جامہ پہنانا۔

چونکہ قوانین کی تدوین کی تحریک ایک لحاظ سے شریعت اسلامی کے قوانین کے سلسلہ میں ایک نیا عمل ہے، بعض علماء اور فقہاء کی طرف سے اس پر اعتراضات کئے گئے ہیں اور جس کی وجہ سے اس مسئلہ کو طرح طرح کے مدوجزر کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، علماء کے درمیان اس سلسلہ میں کھینچ تان ہوتی رہتی ہے جبکہ اس عمل کا اختیار کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ مختلف اسباب ووجوہ سے قانون سازی کی ضرورت ہے اس کے ذریعہ شریعت اسلامی کے احکام وقوانین کی تدوین کا نظام مستحکم ہوتا ہے جن میں حسب ذیل شامل ہیں:

۱-عدالتوں میں وسعت واضافہ اور ججوں وقاضیوں کی تعداد کا بڑھنا۔

۲- نئے نئے واقعات وحوادث کی کثرت اور ان کا متنوع وگوناگوں ہونا۔

۳-شرعی فیکلٹیوں سے فارغ ہونے والے طلباء کے علم میں علمی مہارت کی کمی جن میں سے بعض قاضی منتخب ہوتے ہیں۔

۴- ہمارے معاشروں کا عالمی معاشروں وسوسائٹیوں کے سامنے کھلا ہوا ہونا اور دوسروں کا مسلمانوں سے اپنے عدالتی نظاموں کو واضح خطوط پر مرتب کرنے کا مطالبہ کرنا۔

یہ اور اس طرح کے دوسرے اسباب ہمارے لئے شرعی احکام وقوانین کی تدوین کو لازمی قرار دینے کے لئے اس معنی میں کافی ہیں کہ ہم جب شریعت اسلامیہ کے احکام کو نافذ کرنا

چاہتے ہیں اور واضح خطوط پر مبنی عدالتی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے سامنے اس کے لئے واضح لائحہ عمل موجود ہو جبکہ قوانین واحکام کی تدوین سے کوئی اندیشہ بھی نہیں ہے جیسا کہ استاذ الفقہاء والمحدثین ڈاکٹر مصطفیٰ زرقا نے کہا ہے کہ فقہ اسلامی کی تدوین اس کو زندہ رکھنے کا واحد طریقہ ہے کہ اس میں کوئی رکاوٹ یا اندیشہ بھی نہیں ہے کہ یہ فقہ اسلامی کو نفاذ اور اس پر عمل کے لئے پیش کرنے اور اس کو نظریاتی دائرہ سے نکال کر عملی دائرہ میں داخل کرنے کا واحد طریقہ ہے، اس کے تمام احکام کو سمجھنا قانون سازی کے نصوص کے درجہ میں ہے تا کہ اس قانون پر مردہ ہونے کا حکم نہ لگایا جائے۔

مثال کے طور پر فرانس میں بعض قدیم قوانین ایسے پائے جاتے ہیں جو فتنوسیت کے مطابق نہیں ہیں باوجودیکہ وہ لغو اور بیکار نہیں ہیں یہی ہمارے اسلامی فقہ کا حال ہوگا اگر وہ قضاء وعدالت کے مطابق نہ ہوں۔

فقہ اسلامی کی تدوین کے لئے ضروری ہے کہ تمام مذاہب کے فقہوں کے سلسلہ میں کھلا ذہن رکھا جائے اور ہر مسئلہ میں سب سے افضل کو دیکھ کر اختیار کر لیا جائے، اس لئے کہ اسلامی یونیورسٹیوں اور قانونی فیکلٹیوں میں تقابلی فقہ کو پڑھانے کا بہت زیادہ اہتمام کرنے کی ضرورت بھی ختم ہو جاتی ہے اور یہ مذاہب فقہ کو ایسے جدید طرز پر ترتیب دینے کا کام ہوگا جو اس کو ان پیچیدگیوں اور مشکلات سے نجات دے دے گا جن کا موجودہ کتابوں میں ان کی پیچیدگی اور طوالت کے لحاظ سے مشاہدہ کیا جاتا ہے، اس لئے تمام مذاہب سے استفادہ کی خاطر فقہ کی تدوین ضروری ہے، اس لئے کہ کوئی بھی مذہب اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ اس کو اکیلے شریعت کا نمائندہ قرار دیا جا سکے جب تک اس کے برابر میں دوسرا مذہب موجود ہے یا ایسے مذاہب موجود ہوں جو اس کے خلاف ہوں۔

شریعت کی نمائندگی تمام معتبر فقہی مذاہب اور صحابہ وتابعین میں سے فتوی دینے والوں

کی آراء مجموعی طور پر کرتی ہیں کہ جو کہ فقہ کی کتابوں میں نقل کی گئی ہیں، یہ وہ امر ہے جو مذہبی عصبیت کے مقابلہ میں صحیح فیصلہ کرنے میں مدد دیتا ہے۔

قانون کی تدوین کی اہمیت کا اعتراف اور اس کی تائید کرتے ہوئے اعلیٰ سطحی مشاورتی کونسل میں ادارہ تحقیق ومطالعہ نے ڈاکٹر عبدالحمید محمود البعلی سے جو اعلیٰ سطحی مشاورتی کونسل کے مشیر ہیں اور جن کو شریعت اور قانون کے میدان میں مہارت حاصل ہے اس موضوع پر حصہ لینے کی درخواست کی، انہوں نے اس دعوت کو خوش دلی کے ساتھ قبول کیا، ان کی اس مبارک کوشش کو ہم قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں جس کا عنوان 'شریعت اسلامی کے نفاذ کے لئے فقہ اسلامی کے احکام کی تدوین کی ضرورت'' ہے، اور امید کرتے ہیں کہ اس کی بنیاد پر اعتراضات واشکالات کے تمام دروازے بند ہو جائیں گے۔

احمد محمد سالم بن غیث

ڈائریکٹر ادارہ تحقیق ومطالعہ

۲۹ر شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس بحث کا مقصد:

۱- فقہ اسلامی کے احکام کی تدوین کا آغاز کرنے کے لئے ایک بار پھر کمر کسنا، عقیدہ، عبادت اور اخلاقی بنیادوں کے استثناء کے ساتھ۔

۲- قانون سازی کے اصل منصوبہ کی توثیق اور نئے زمانہ میں قومی قانونی تنظیم میں اس کی ضرورت کا اظہار۔

بحث کی اہمیت:

جہاں پوری دنیا اپنے آپ میں ایک اکائی کی حیثیت اختیار کر چکی ہے ایک دوسرے سے کوئی بے نیاز نہیں رہ سکتا، اس بحث کی اہمیت دو پہلوؤں سے بڑھ گئی ہے: ایک اس کی فطرت کے لحاظ سے اور دوسرے زمانہ کے لحاظ سے۔

اس کی فطرت کے لحاظ سے فقہ اسلامی کے احکام کی تیاری کے سلسلہ میں ماہرین کے درمیان طویل بحث ومباحثہ اور تدوین کے عمل کے بارے میں قدم آگے بڑھانے اور اس سے دور رہنے کی کوششوں کے بعد یہ گویا نئے سرے سے کی گئی کوشش ہے۔ جبکہ عملاً یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس سلسلہ میں مستقل بحث ومباحثہ کا سلسلہ جاری رکھنا مفید نہیں ہے جبکہ اس کا مطلب وقت اور محنت کے ضیاع کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جہاں تک زمانہ کے لحاظ سے اس کی اہمیت کا سوال ہے، یہ امر بہت اچھی طرح واضح ہو چکا ہے کہ اس زمانہ میں اسی زمانہ کی زبان اور اسلوب میں کام کرنا ضروری ہے تا کہ ہم لوگوں کے سامنے اس چیز کو پیش کر سکیں جو ان کے لئے فائدہ مند ہے اور جس کے بارے میں ہمارا پختہ

عقیدہ ہے کہ یہ فقہ اسلامی کے احکام اور اس کی شاندار شریعت کی مصلحت کے مطابق ہے اور ہمارا دین حنیف وہ ہے جو زندگی کے تمام شعبوں کے لئے مکمل نظام ہدایت ہے اور دوسرے تمام ادیان کے مقابلہ میں اپنی تنظیم کی پیشکش کے لحاظ سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا لوگوں کے لئے آسان طرز و اسلوب میں پیش کرنا لازم ہے تا کہ ان کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں آسانی کے ساتھ کام آئے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "**قل هل عندكم من علم فتخرجوه لنا**" (الانعام:۱۴۸)
(آپ فرما دیجئے کہ اگر تمہارے پاس کوئی علم ہے تو اس کو ہمارے سامنے پیش کرو)۔

اور اس کی نشانی نیا فقہی عمل ہے کہ فقہی احکام نئے و پاکیزہ اسلوب میں تیار کئے جائیں، یہی عمل فقہ اسلامی کے احکام کی تدوین اور فقہی احکام کو قانونی بنیاد میں منتقل کرنا ہے۔

ہم نے تحقیق و مطالعہ میں موٹے موٹے مسائل اور اس سلسلہ میں کام آنے والی اصطلاحات کو پیش کیا ہے جس پر آگے تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

فصل اول:

بنیادی اصطلاحات

فقہ کیا ہے؟

اصطلاح میں فقہ، شرعی دلائل سے تفصیل کے ساتھ مستنبط ہونے والے شرعی احکام کے علم کا نام ہے۔

فقہ کا اطلاق تفصیلی دلائل سے اجتہاد کے ذریعہ مستنبط ہونے والے شرعی احکام کے مجموعہ پر بھی ہوتا ہے۔ اوراس معنی میں فقہ معروف قانون کی تمام فروعی صورتوں پر مشتمل ہے۔

☆ بین الاقوامی عام قانون ☆ دستوری قانون

☆ ادارہ کا قانون ☆ مالی قانون

☆ تعزیراتی فوجداری قانون ☆ دیوانی قانون

☆ سول قانون-سول کوڈ ☆ تجارتی قانون

☆ عملی قانون ☆ بین الاقوامی خاص قانون

☆ کمپنی ایکٹ

استعمال میں آنے والی مختلف اصطلاحات اوران میں انتخاب کا طریقہ:

اسلام اوردین:

اللہ تعالی فرماتا ہے: ”**ومن يبتغ غير الإسلام دينا فلن يقبل منه وهو فى الآخرة من الخاسرين**“ (آل عمران:۸۵) (جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اوردین کی اتباع کرے

گا اس کا یہ عمل قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں ناکام و نامراد رہے گا)۔

"**اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام ديناً**" (المائدہ:۳) (آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر ظاہر کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے)۔

"**إن الدين عند الله الإسلام**" (آل عمران:۱۹) (اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے)۔

دین اور شریعت:

اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

"**شرع لكم من الدين ما وصى به نوحاً والذى أوحينا إليك وما وصينا به إبراهيم وموسى وعيسى أن أقيموا الدين ولا تتفرقوا فيه**" (الشوری:۱۳) (اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا اور جسے اب ہم نے (اے محمد ﷺ) تمہاری طرف وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں اس تاکید کے ساتھ کہ اس دین کو قائم کرو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ)۔

اور اصطلاح میں شریعت وہ ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے دین یعنی احکام کی شکل میں مقرر کیا ہے، جیسا کہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے" اور اس وجہ سے کہتے ہیں شریعت اور دین اور ملت کے ایک ہی معنی ہیں اور وہ ہے جو اللہ نے احکام کی شکل میں اپنے بندوں کے لئے مقرر کر دیا ہے" لیکن ان احکام کو ان کی وضع، بیان اور استقامت کے اعتبار سے شریعت کہا جاتا ہے۔

اور ان کی اتباع و پابندی اور ان کے ذریعہ اللہ کی عبادت کے اعتبار سے دین کہا جاتا

ہے۔

اورلوگوں کے اوپران کے نفاذ کے اعتبار سے ملت کہا جاتا ہے۔

اور جرجانی نے کہا ہے: ''شرع لغت میں بیان اور اظہار سے عبارت ہے، اور شریعت کا مطلب عبودیت کے التزام کا مکلّف بنانا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شریعت دین کے طریقہ کا نام ہے'' (التعریفات/۱۲۶-۱۲۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)۔

اور اس طرح علامہ جرجانی نے شریعت اور دین کے درمیان شریعت کے دین کے ایک طریقہ کے اعتبار سے مستحکم ربط وتعلق قائم کردیا ہے۔

دین اور عقیدہ:

اللہ تعالی فرماتا ہے:

''**ألا لله الدين الخالص والذين اتخذوا من دونه أولياء ما نعبدهم إلا ليقربونا إلى الله زلفى**'' (الزمر:۳) (خبردار دین خالص اللہ کا حق ہے رہے وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں)۔

یہاں دین سے مراد وہ عقائد اور مبادی لئے گئے ہیں جن پر تمام آسمانی شریعتیں متفق ہیں۔

شریعت اور فقہ:

علماء کی بیان کردہ تعریفات میں سے چند حسب ذیل ہیں:

شریعت وہ احکام ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے شرعی دلائل کتاب وسنت سے ثابت شکل میں مقرر کئے ہیں اور جو اجماع وقیاس اور دوسرے دلائل سے متفرع ہوتے ہیں۔

اس بنیاد پر شریعت کے احکام کی دو قسمیں ہیں:

ایک قسم وہ ہے جو کتاب وسنت کے نصوص کے براہ راست دلائل سے ثابت ہے جو حکم کے سلسلہ میں صریح الدلالت ہے۔

اور دوسری قسم وہ ہے جن کا کتاب وسنت کے دلائل سے یا جہاں نصوص نہ ہو وہاں دوسرے دلائل قیاس استصلاح استحسان اور استحباب وغیرہ سے استنباط کیا جائے، یہ اہل فقہ واجتہاد کا عملی میدان ہے جو استدلال میں شرعی اصولوں سے مشروط ہے۔

اور فقہ شرعی احکام کا وہ علم ہے جو اس کے تفصیلی دلائل سے حاصل کیا جاتا ہے چنانچہ اس میں غور وفکر کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ جرجانی نے کہا ہے (التعریفات/ ۱۶۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)۔ فقہ کا اطلاق شریعت کے ان احکام کے مجموعہ پر ہوتا ہے جن کا تفصیلی دلائل سے استنباط کیا جاتا ہے۔

ان دونوں تعریفوں سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ فقہ شریعت کے مفہوم ومعنی میں ایک علم شرعی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اور یہ کہ یہ شریعت کی ایک قسم ہے اس کا شریک نہیں ہے اس وجہ سے یہ کہنے والوں کے قول کو ترجیح دی جاتی ہے کہ فقہ وشریعت میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، فقہ خاص ہے اس کے مساوی نہیں ہے۔

ہم نے جب سابقہ اصطلاحات کو جمع کر دیا تو اب ہم پورے اطمینان کے ساتھ کہتے ہیں: اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہی ہے، اس طرح اسلام اس دین کا نام ہے جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پسند کیا اور دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔

اور یہ کہ اسلام شریعت اور فقہ کے مجموعہ کا نام ہے، شریعت ان احکام پر قائم ہے جو عقیدہ، عبادات، معاملات اور اخلاق میں ثابت ہیں جو کتاب وسنت کے دلائل سے اور ان سے متفرع ہونے والے دوسرے دلائل سے ثابت ہے اور یہ کہ اعتقادی وعبادتی احکام اور اخلاق

کے ثوابت بھی ایسی قسم ہیں جن کی تدوین کی گنجائش نہیں ہے، اس لئے کہ یہ منقول امور ہیں۔ ان کے سلسلہ میں نہ عقل کا کوئی عمل دخل ہے نہ فقہ واجتہاد کی کوئی گنجائش ہے اور اس لئے کہ عام طور سے ان کے معاملات کو عدالت میں پیش نہیں کیا جاتا، اس لئے ان کو قانون سازی کے دائرہ میں لانا ٹھیک نہیں ہے۔

اور فقہ ان عملی احکام پر مبنی ہے جن کا فقہاء اور مجتہدین کی کوشش سے شرعی دلائل سے استنباط کیا جاتا ہے اور اس کا میدان عمل بہت وسیع ہے یہ معاملات کی قسم ہے۔

قانون کی اصطلاح نسبیہ:

قانون رومی زبان کا لفظ ہے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ فارسی زبان کا لفظ ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی اصل یونانی ہے۔ بہت زمانہ قبل اس کو عربی زبان کا لفظ بنالیا گیا یعنی عربیالیا گیا تھا۔

اور اصطلاح میں ایک ایک ایسا امر کلی ہے جس کا انطباق ان تمام جزئیات پر ہوتا ہے جن کے احکام اس سے معلوم ہوتے ہیں (التعریفات ۱۷۱)۔

اور منجد میں ہے: قانون ان شریعتوں اور نظاموں کا مجموعہ ہے جو سوسائٹی کے تعلقات کی تنظیم کرتے ہیں، خواہ اشخاص سے متعلق ہوں یا اموال سے اور وہ بہت زیادہ ہیں۔

قانون کی اصطلاح میں ہم نسبت سے مراد یہ لیتے ہیں کہ یہ اس کے مطابق ہے جس کی طرف اس کی اضافت کی جائے یا جن پر وہ مشتمل ہوتا ہے۔

جب اس کی اضافت ان احکام کی طرف کی جاتی ہے جو انسانوں کے اپنے معاملات زندگی اور تعلقات کی اموال، اشخاص اور ممالک کے لحاظ سے تنظیم کے لئے وضع کردہ ہیں تو ان پر ''وضعی قانون'' کا اطلاق ہوتا ہے۔

اسی طرز پر اور اسی بنیاد پر قدیم فقہاء اور مفسرین نے ''قانون'' کی اصطلاح استعمال

کی ہے جیسا کہ مالکی فقیہ ابن جزی نے اپنی کتاب ''قوانین الاحکام الشرعیہ ومسائل الفروع الفقہیہ'' میں کیا ہے اور جیسا کہ فلسفی طبیب فقیہ ابن رشد نے اور اس طرح ماوردی، قاضی ابویعلی، امام ابوحامد الغزالی اور مشہور مفسر فخر الدین رازی نے استعمال کیا ہے۔

اور اسی معنی میں ہمارے مرحوم شیخ علامہ محمد سلام مدکور (المدخل للفقہ الاسلامی ر ۵۷ اور اسی معنی میں حسن عبد القادر مرحوم نے بھی اسلامی قانون سازی کی تاریخ بالعموم دیکھتے ہوئے استعمال کیا ہے) نے کیا ہے، شریعت کے تمام قوانین فقہی لحاظ سے اس کے دین کی بنیاد بن گئے ہیں۔

فصل دوم:

قانون کی اصطلاح مسلمانوں کے بہت سے اولین علماء نے کوئی حرج سمجھے بغیر استعمال کی ہے جیسا کہ ان کی تالیفات سے ظاہر ہے

فصل دوم: القانون:

اسلامی علوم کے مختلف قوانین کے سلسلہ میں تالیفات کی گئی ہیں۔

ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

شرح قانون ابن سینا فی الطب	ابوالفرج الملطی
قانون الاسلام فی الفضائل الاسلامیہ	تالیف جعفر بن الشریف علی القریش الہندی گولکنڈوی ۱۲۵۰ھ میں باحیات تھے
قانون الہی فی ترجمۃ لغات القرآن الشریف	تالیف عبدالحمید بن عزالدین بن عبداللطیف تیرہ وی رومی ابن مالک حنفی کے نام سے مشہور ہیں
قانون البلاغۃ	ابوطاہر محمد بن حیدر بغدادی
قانون الحساب وغنیۃ ذوی الالباب	نورالدین علی القلصاوی
قانون الحکماء وفردوس الغلاماء	سدیدالدین محمود بن عمر عرف ابن رقیقہ متوفی ۶۳۵ھ
قانون الحکم فی دیوان سیدالعرب والعجم	

قانون الرشادتر کی	ذ کی محمد بن احمد رومی
قانون العلال والانصاف للقضاء علی مشکلات الاَ وقاف	تالیف محمد قدوی باشاالمصر ی متوفی ۱۳۰۶ھ
قانون العلوم	نور الدین حسن بن سعود یوسفی مغربی مالکی متوفی ۱۱۱۱ھ (ایضاع المکنون فی الذیل علی کشف الظنون علی اساس الکتب والفنون اسماعیل باشا محمد امین بن سید سلیم البابانی بغدادی)
قوانین البلاغۃ	موفق الدین بغدادی الفیلسوف عبد اللطیف بن یوسف متوفی ۶۲۹ھ
قوانین الصرف	سیداحمد بن مصطفیٰ بلالی کے نام سے مشہور ہیں
قوانین الطب	خواجہ نصیرالدین طوسی
علم قوانین الکتابۃ	علامہ ابو الخیر (کشف الظنون عن اساس الکف والفنون ۱۳۱۰/۲ مصطفیٰ بن عبداللہ مشہور بنام حاجی خلیفہ منشورات مکتبۃ المثنی بغدادی)
قانون الادب فی ضبط کلمات العرب	ابوالفضل حبیش بن ابراہیم بن محمد تفلیسی
قانون التاویل	ابن عربی متوفی ۵۶۴ھ
قانون التعلیم فی صناعۃ التنجیم	ظہیرالدین ابوالمحامد محمد بن سعود زکی غزنوی
قانون الحکماء وفردوس الندماء	ابن رقیقہ

قانون الرسل	امام ابوحامد غزالی متوفی ۵۰۵ھ
قانون الصلاحی فی ادویۃ النواحی	ابوالفتح محمد بن سعد الدیباجی متوفی ۶۰۹ھ
القانون فی الحساب	ابوالحسن علی بن محمد القلصاوی الاندلسی متوفی ۸۹۱ھ
القانون فی النحو معروف بمقدمۃ الجزولیۃ	
قانون فی الطب	محمود بن عمر چغمینی
قانون فی الطب	ابوعلی حسین بن عبداللہ معروف با بن سینا متوفی ۴۲۸ھ
القانون فی فروع الحنفیۃ	امام نصر الدین قاسم بن یوسف حسینی سمرقندی حنفی
القانون فی اللغۃ	سلمان بن عبد اللہ نہروانی النحوی متوفی ۴۹۴ھ
القانون الکبیر فی صیغ الاکسیاد	شیخ ایدمر بن علی الجلد کی مصر میں آٹھویں صدی کے عالم گذرے ہیں
القانون المسعودی فی الہیئۃ والنجوم	ابوالریحان محمد بن احمد البیرونی خوارزمی متوفی ۴۳۰ھ
قانون نامہ عثمانی ترکی	مشہور یہ ہے کہ یہ وزیر اعظم لطفی باشا کی تالیف ہے متوفی ۹۵۰ھ
قانون الأنوارات	ابوالحسن علی بن محمد البصری الماوردی شافعی متوفی ۴۵۰ھ

امام ابوحامد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) نے احیاء (۱/ ۲۸ مطبوعہ دارالفکر) میں کہا ہے۔

اللہ تعالی نے دنیا کو زادالمعاد کے طور پر پیدا کیا ہے تاکہ اس سے وہ سامان حاصل کیا جاسکے جو زادراہ بننے کی اہلیت رکھتا ہے، اگر اس کو عدل کے ساتھ حاصل کریں تو تمام جھگڑے وتنازعات ختم ہوجائیں اور فقہاء معطل ہوکر رہ جائیں لیکن لوگ اپنی خواہشات کی اتباع کرتے ہیں جس کی وجہ سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں، اس لئے ایک ایسے سلطان کی ضرورت پڑتی ہے جو ان کے معاملات کی نگہداشت اور تدابیر کرتا ہے، اور سلطان کو ایسے قانون کی ضرورت ہوتی ہے جس کے ذریعہ ان کی نگہداشت وتدابیر کرسکے، اس لئے فقیہ قانون، سیاست اور ایسے طریقوں کا عالم ہوتا ہے جو خواہشات کی بنیاد پر لڑنے والوں کے درمیان عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے کرسکے۔

امام قرافی کہتے ہیں:

جان لو کہ سیاست کے احکام میں حکام کے لئے توسع شریعت کے خلاف نہیں ہے بلکہ دلائل اس کی شہادت دیتے ہیں اور قواعد شرعیہ بھی مختلف طریقوں سے اس کی شہادت دیتے ہیں۔

ان میں سے ایک یہ کہ دوراول کے برخلاف فساد بہت زیادہ بڑھ گیا اور پھیل گیا ہے جس کا مقتضی ایسے احکام کا اختلاف ہے کہ شریعت کے دائرہ سے بالکل بھی باہر نہ نکلے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "لا ضرر ولا ضرار" (نہ تمہیں کوئی نقصان پہنچائے اور نہ ہی تم کسی کو نقصان پہنچاؤ)، اور ان قوانین کو ترک کرنے سے نقصان ہی ہوتا ہے۔

قرافی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے ایسی مطلق مصلحت وضرورت کے تحت عمل کیا کہ ان کے سامنے کوئی مثال ونظیر نہیں تھی، مثلاً قرآن کریم کا ایک جگہ لکھنا وجمع کرنا، ابوبکرؓ سے ولایت عہد اور اسی طرح معاملہ کو چھ افراد کی شوری کے درمیان چھوڑ دینا، دیوانوں کی تدوین اور مسلمانوں کے لئے سکہ ڈھالنے کا عمل، دیگر مصاحف کو جلانا اور تمام مسلمانوں کو ایک قرآن پر جمع

کرنا، بازار میں جمعہ کی اذان کا جاری کرنا جیسا کہ عثمانؓ نے کیا اور اسی طرح کے بہت سے دوسرے کام۔

پھر علامہ قرافی نے کہا:

ان سیاسی قوانین میں ایسی واقعی مناسبت ہے کہ ان کی کوئی نظیر نہیں تھی، اس لئے یہ کام مصالح ہی کے تحت نہیں کئے گئے بلکہ یہ بہت اعلی مرتبہ کے کام تھے، چنانچہ یہ قواعد اصلیہ سے متعلق ہو گئے اور ان قوانین میں ہر حکم میں ایسی دلیل پائی جاتی ہے جو اس کے ساتھ خاص ہے یا ایسی بنیاد ہے جس پر دوسروں کو قیاس کیا جا سکتا ہے (طرابلسی کی معین الحکام میں ۱۶۷ر پر اور اس کے بعد میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے)۔

فصل سوم:

تقنین کے معنی اور اس کی غرض وغایت

تقنین کے لغوی معنی:

معجم الوسیط (حرف القاف مع النون ۲/ ۷۹۳) میں آیا ہے، ''قنن''، قوانین وضع کئے، قانون سازی کی، 'القانون' ہر چیز اور ہر طریقہ کا پیمانہ، یہ رومی کلمہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ فارسی ہے۔

تقنین کے اصطلاحی معنی:

وہ امر کلی جس کا انطباق اس کے تمام جزئیات پر ہوتا ہے جس کے احکام کی اس کے ذریعہ شناخت ہوتی ہے اور المنجد (۶/ ۶۵) میں آیا ہے، قانون (جمع) قوانین، ان شریعتوں اور نظاموں کا مجموعہ جو سوسائٹی کے معاملات کی تنظیم کرتے ہیں خواہ وہ افراد کے لحاظ سے ہوں یا اموال کے لحاظ سے۔

اور جرجانی کی التعریفات (۱۷۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت) میں آیا ہے:

قانون کل کا انطباق اس کے ان تمام جزئیات پر ہوتا ہے جس کے احکام کی شناخت اس کے ذریعہ ہوتی ہے۔

تقنین کی اس دور کے لوگوں نے جو تعریفیں کی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

بعض (ڈاکٹر یوسف القرضاوی، مدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ مطبوعہ مکتبہ

وہبہ/ ۲۹۸) نے اس کی تعریف یہ کی ہے:

احکام کو اس ترتیب کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے جو سول کوڈ، قانون تعزیرات، فوجداری قوانین اور کسی ادارہ کے نئے قوانین وضوابط کے طرز پر لکھے ہوں اور مرتب شکل میں ہوں، اور ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو ان کا تلاش کرنا اور ان تک رسائی حاصل کرنا آسان ہو کہ کورٹ ان سے آسانی کے ساتھ فائدہ اٹھائے، اور ملک کے باشندے اس کی بنیاد پر آسانی کے ساتھ عمل کر سکیں۔

اور بعض دوسرے علماء نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے:

معاملات وغیرہ معاہدہ ونظریات کے احکام کی اس طرح تیاری کہ اسے قانونی شکل دی جا سکے اور اس کی طرف رجوع کرنا آسان ہو اور تقنین کی جو سب سے مشکل تعریف ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے:

ایسے فقہی احکام کی فنی شکل میں تیاری جن کا مختلف میدانوں میں قانونی شکل میں استنباط کیا جاتا ہے کہ ان کے ذریعہ مخاطب لوگوں کو ان کے احکام کے پابند کیا جا سکے۔

سب سے اہم بات جو ہم بیان کرنا چاہتے ہیں یہ ہے کہ تقنین (قانون سازی اور اس کی تدوین) میں کئی فنی وعلمی مخصوص صنعتیں مشترک ہیں۔

صناعۃ الفقہ (فقہ کا عمل)

صناعۃ القضاء (قضا کا عمل)

صناعۃ التقنین وصیاغتہ (قانون سازی کا عمل اور اس کی تدوین وتیاری)۔

اس میں قانون سازی کا بنیادی عمل شامل ہے اور وہ ہے فقہی احکام کا قانونی شکل میں اس طرح پیش کرنا کہ عوام وخواص تمام لوگ اس سے بحث کر سکیں، اسی سے فقہی قانون وضعی قانون کی جگہ حاصل کرتا ہے جس نے شریعت کے مقام پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔

اسلامی قانون سازی کے مجموعوں کے نام:

اسلامی قوانین کے مجموعوں کے لئے اصطلاحات یا ناموں کے اختیار کرنے کا مسئلہ اس وقت حد سے بڑھ جاتا ہے جب فقہ اسلامی کی قانون سازی کا مسئلہ بڑھتا ہے اور اس سلسلہ میں پس وپیش پیدا ہوتا ہے۔

معاملات یہ فقہ کے لئے عبادات ومعاملات وغیرہ کی طرف درجہ بدرجہ بڑھنے کا عمل ہے اور اس اصطلاح کو اختیار کرنے کی ہمارے نزدیک کئی مثالیں ہیں:

سول معاملات، تجارتی وبحری معاملات، قومی معاملات وغیرہ۔

مدونات: یہ امام مالکؒ کے مدون کے نام سے اختیار کیا گیا ہے اور اسی لئے یہ نام مغرب میں استعمال ہوتا ہے جیسے احوال شخصیہ کے مدون۔

القانون: اس سلسلہ میں ہمارا بیان گذر چکا ہے کہ اصطلاح قانون محض نسبتی امر ہے کہ جس کی طرف اس کی اضافت کی جاتی ہے اور جس پر یہ مشتمل ہوتا ہے جیسا کہ اس کا بیان گذر چکا ہے کہ دور اول کے مسلم علماء نے بغیر کسی قسم کے حرج کا تصور کئے بغیر قانون کی اصطلاح اس اعتبار سے استعمال کی ہے کہ اپنے معنی میں یہ اصل ہے جیسا کہ ہم نے اس کی وضاحت کی ہے۔

یہ ایک امر کلی ہے جس کا اطلاق ان تمام جزئیات پر ہوتا ہے جو ہر چند وطریقہ کے لئے پیمانہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

اور یہ کہ قانون تدوین کی غرض وغایت ہے، اس لئے اس کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔

فصل چہارم:

توازن کے ساتھ قانون کی تدوین

قانون سازی کے عمل کے مآخذ:

قانون کی تدوین کا عمل یعنی فقہی احکام کو قانون کی شکل میں ترتیب دینا جیسا کہ اس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے تنقید اور نکتہ چینی سے محفوظ نہیں ہے اس کو دور کرنے کے لئے سب سے اہم اور سب سے نمایاں بات جو کہی جارہی ہے وہ یہ ہے:

۱-ان لوگوں کا کہنا ہے کہ قانون کی تدوین (دیکھئے بکر بن عبداللہ ابوزید فقہ النوازل ر۱۵۵ اور اس کے بعد) قاضی کو ایک متعین رائے کا پابند بنادے گی جس کو کہ قانون وضع کرنے والے اختیار کریں گے کہ اس کے لئے اس پر عمل کرنا لازم ہوگا اور اس طرح قاضی کے لئے تحقیق اور بحث ومباحثہ اور شرعی مصادر سے رجوع کے راستے مسدود ہوجائیں گے اور بالآخر قانون سازی کے نصوص پر جمود طاری ہوجائے گا۔

یہ کہنا کہ قانون کی تدوین کا مطلب لوگوں کو ایک قول کا پابند بنانا ہے اور ان کو اس کے لئے مجبور کرنا ہے بہت بڑے مبالغہ پر مبنی ہے اور یہ حقیقت مسئلہ کا انکار ہے کہ قانون ساز کسی ایک رائے کے پابند ہوجائیں گے ابتداء میں واقعی شرعی مصلحت کو پوری طرح ملحوظ رکھا جائے گا جس کی قانونی نص سے تحقیق ہوتی ہے، لہذا اس تحقیق پر بھروسہ کیا جائے گا، اگر چہ علماء مجتہدین اور فقہاء کی کسی ایک رائے یا قول کو اختیار کیا جائے گا۔

اس موقع پر اس امر کا بیان لازم ہے کہ عام نظام جس کا قانون سازی میں لحاظ رکھا جاتا ہے اور جس کے لئے احکام کو قانونی شکل دی جاتی ہے وہ عام لوگوں کے لئے واقعی شرعی مصلحت

سے بہت قریب ہوتا ہے جس کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا ہے، ''امت کے درمیان مشترک امور کلیہ میں صرف کتاب وسنت ہی کا حکم چلتا ہے اس میں کسی کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ لوگوں کو کسی عالم یا امیر یا شیخ یا بادشاہ کے قول کا پابند بنایا جائے اور وہ مسلمانوں کے حکام امور معینہ میں حکم لگاتے ہیں وہ امور کلیہ میں حکم لاگو نہیں کرتے اور جب معینات کے سلسلہ میں حکم لاگو کرتے ہیں تو ان کے لئے لازم ہوتا ہے کہ ان باتوں کا حکم دیں جو اللہ کی کتاب میں ہیں، اگر اللہ کی کتاب میں کوئی حکم نہیں ہے تو اس کا حکم دیں جو رسول اللہ ﷺ کی سنت میں ہے، اگر وہاں بھی کچھ نہ ملے تو حاکم اجتہاد کرے گا۔

اور اس پر بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس مسئلہ میں قرآن یا سنت سے کوئی نص نہ پائی جائے اس میں حاکم کا اجتہاد جو شرعی ضوابط اور اس کی شرائط کے مطابق ہو نص قانون ہوگا۔

۲- حالات، مقامات ونوعیّتوں میں تغیر کے سبب عملی ضرورتوں کی تکمیل میں کمی یا عدم موافقت ہوتی ہے۔

۳- اس طرح کی باتوں سے بحث واجتہاد کی حرکت کے رک جانے کا نتیجہ نکلتا ہے۔

شرعی مصالح کی تدوین کی فضیلت و برتری:

یہ امر مسلم ہے کہ:

۱- شرعی احکام فقہ کی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں اور اس کے مذاہب متعدد ہیں جن کی طرف رجوع کرنا امر دشوار ہوتا ہے۔

۲- ایک ہی مسئلہ میں فہموں کے فرق، ہر مجتہد کے اجتہاد، اس کے علم اور اس کی مہارت کے لحاظ سے ایک ہی موضوع پر فتاوی اور اقوال مختلف اور متعدد ہوتے ہیں۔

۳- فقہ کی کتابوں کے متن اور مختصرات پر شروح وحواشی تیار کئے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ قانون کی تدوین سے حسب ذیل خوبیاں حاصل ہوتی ہیں:

۱- اس کے نتیجہ میں احکام مستحکم اور واضح ہوجاتے ہیں، ان کی طرف رجوع کرنا آسان ہوجاتا ہے، اجتہاد مطلوب اس میں مرکوز ہوجاتا ہے جس سے پیچیدہ اور متغیر واقعات ومعاملات میں اطمینان کے ساتھ تطبیق ہوجاتی ہے۔

۲- قضاء سے متعلق احکام کی وحدت اور دوسرے امور سے احکام میں اضطراب پیدا ہوجاتا ہے اور کچہریوں میں قضاء کے پورے نظام میں اطمینان کے ساتھ عمل کیا جاسکتا ہے۔

۳- تنازعات میں جلد فیصلے ہوجاتے ہیں اور یہ اس دور میں خاص طور سے مطلوب ہے جب دعووں اور مقدمات کا انبار لگ گیا ہے۔

۴- قانون کی تدوین تقابلی قانون کی روشنی میں شریعت اسلامیہ کے پڑھانے کو آسان بنادیتی ہے اور یہ مستقل قانون سازی میں مطلوب امر ہے۔

۵- مختلف قسم کی ثقافتوں کے حامل تمام لوگوں کے لئے قانون کی تدوین اور اس کی تفصیلات کی معلومات کی طرف رجوع کرنا آسان ہوجاتا ہے اور قانون کے حکم کا فریقین کو پہلے سے کافی علم ہوتا ہے، اس طرح لوگ وضعی قانون کی طرف نہیں بھاگتے۔

۶- فقہ اسلامی کے احکام کی تدوین سے فقہ اسلامی کے لئے قانون سازی اور حقوق کے تعین وفراہمی کے معاملہ میں بین الاقوامی اعتراف کا امتیازی مقام حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حسب ذیل مواقع پر اعتراف کیا گیا ہے۔

☆ تقابلی قانون کی کانفرنس لاہائی منعقدہ ۱۹۳۷ء۔

☆ بین الاقوامی وکلاء کانفرنس لاہائی منعقدہ ۱۹۴۸ء۔

☆ تقابلی قانون کی بین الاقوامی کانفرنس پاریس ۱۹۳۲ء۔

☆ ہفتہ فقہ اسلامی جامعہ پاریس ۱۹۵۱ء۔

☆ مراکش میں دار البیضاء میں اسلامی قانون سازی کنونشن ۱۹۷۲ء۔

☆ عربی یونیورسٹیوں میں کلیات حقوق وقوانین کے ماہرین کا کنونشن جامعہ بیروت عربی ۱۹۷۳ء۔

☆ عربی یونیورسٹیوں میں کلیات حقوق وقوانین کے ماہرین کا کنونشن جامعہ بغداد ۱۹۷۴ء،۱۹۷۵ء۔

۷- یہ کہ قانون کی تدوین بڑی قانون سازی کی تیاری کے لئے صحیح وعملی ابتداء ہے اس لئے کہ یہ:

☆ قوانین اور نظاموں کی وحدت کے لئے بنیاد ہے۔

☆ امت عربی واسلامی کے علماء کے نزدیک باہمی فکری تعلق ورابطہ کی بنیاد ہے۔

☆ نظام قضاء کی وحدت کی بنیاد ہے۔

☆ ثقافتی وعلمی وحدت کی بنیاد ہے۔

☆ امت کے لئے سلوک کی وحدت کی بنیاد ہے۔

ترجیح:

مذکورہ بالا واضح خوبیوں وامتیازات کے مقابلہ میں مسترد کئے جانے والے خیالی عیوب حسب ذیل ہیں:

۱- یہ کہ قانون بنفسہ ان مصادر کو محدود کر دیتا ہے جن کی طرف کسی نص یا قانونی حکم کی عدم موجودگی کی صورت میں قاضی رجوع کرتا ہے اور اس طرح اس امر کا خوف نہیں رہتا کہ قاضی فقہ اور اس کے مصادر سے کٹ جائے گا۔

اس موقع پر دونوں اہم مسئلوں کی وضاحت کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہیں: قانون کی تدوین کے سلسلہ میں ذمہ داری دوسرے پر ڈالنا اور فقہ کے احکام سے انتخاب۔

اول: قانون کی تدوین کے سلسلہ میں ذمہ داری دوسرے پر ڈالنا:

قانون سازی کے نقص کی حالت میں قاضی اس کے مذاہب کے اختلاف کے مطابق فقہ اسلامی کے احکام کی طرف رجوع کرتا ہے اگر وہاں حل نہیں ملتا تو قواعد شرعیہ سے عرف عام میں پناہ تلاش کرتا ہے، اس لئے کہ:

☆ عرف کی تعیین، نص کی تعین کے مانند ہے (مجلۃ الاحکام العدلیہ:۴۵)۔

☆ یہ مستحکم عادت ہے (عدلیہ:۳۶)۔

☆ لوگوں کا معمول حجت ہے اس پر عمل کرنا واجب ہے (عدلیہ:۳۷)۔

اس سے کویت کے سول قانون نے فقہ اسلامی کے احکام کی روشنی میں ۱۹۹۶ء میں قانون نمبر:۶۷ اختیار کیا اور اس کے لئے ۱۹۸۰ء کے قانون ۶۷ میں درج بعض احکام میں ترمیم کی اور اس طرح سول قانون نافذ کیا اس لئے کہ اس کے پہلے مادہ میں اس امر پر نص ہے۔

۱- ان مسائل سے متعلق قانون سازی کی نصوص میں یہ نصوص اپنی روح کے ساتھ شامل ہیں۔

۲- اگر شرعی نص نہ ملے تو قاضی ان اسلامی فقہی احکام کے مطابق حکم لگائے گا جن پر اکثر علماء کا اتفاق ہو اور جو ملک کے مصالح اور حالات کے بھی مطابق ہوں، اگر یہ بھی نہ ملے تو عرف عام کے تقاضہ کے مطابق حکم لگائے گا۔

دوسرے ابن فرحون کے نزدیک کا انتخاب:

۱- قضا کے ارکان میں سے دوسرا رکن جس کا فیصلہ کیا گیا۔

(قاضی نے جن فقہاء کے اقوال میں سے انتخاب کیا کہ وہ ان سب کی مخالفت نہیں کرتا)۔

۲- قاضی کی طرف قانون کے نفاذ کے لئے اس کے سامنے بیان کردہ واقعات کو سمجھنے، غور کرنے اور پڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے نص یا قاضی کے لئے جمود کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

۳- قاضی کا قانون کا پابند ہونا ایک ایسا امر ہے کہ موجودہ دور کے قاضی کے اندر، فقیہ مجتہد کے ترجیح اور فیصلہ کے اختیار پر قدرت نہ ہونے کی حالت میں ایک عملی ضرورت ہوتی ہے۔

یہ تمام باتیں ہمارے اور ہر صاحب بصیرت منصف مزاج شخص کے نزدیک فقہ اسلامی کے احکام کی مختلف عملی فروع کے ساتھ تدوین کی ضرورت کو ترجیح دیتی ہے (تبصرۃ الحکام ۱/۵۶ اور اس کے بعد)۔

فصل پنجم:

قانون کی مطلوبہ تدوین کی خصوصیات اوراس کی شرعی بنیادیں

قانون کی تدوین وقت کی ضرورت:

بیشتر اسلامی وعربی معاشروں میں شریعت اسلامی کے احکام کے نفاذ کی راہ میں اس وقت سب سے بڑی رکاوٹ ہرسطح پراس کی تدوین کا نہ ہونا ہے۔

اس لئے وضعی قوانین کے لئے قانون کی تدوین شرعی بدل کا اہم ترین سیاسی مظہر ہوگئی ہے۔

قانون کی تدوین زمانہ گذشتہ کے حالات کے مقابلہ میں آنے والے تغیر کے ساتھ ہر زمانہ میں اور ہر مقام پر نفاذ کے لئے شریعت اسلامی کی اہلیت کو مستحکم کرتی ہے۔

اقتصادی، اجتماعی (معاشی ومعاشرتی) سیاسی اور قومی وغیرہ حالات بدل چکے ہیں اور قانون کی تدوین ایک ایسی ضرورت بن گئی ہے جو اس امر کو مستحکم کرتی ہے کہ شریعت اسلامی زندگی کے سفر کی قیادت کرنے پر قادر ہے، لیکن اس کے لئے حسب ذیل شرائط کی تکمیل کو ہم ضروری تصور کرتے ہیں:

قانون کی مطلوبہ تدوین کی خصوصیات اوراس میں جن امور کی رعایت ضروری ہے:

اس وقت کی قانون کی تدوین میں جن مراعات کو پیش نظر رکھنا اہمیت کا حامل ہے وہ حسب ذیل ہیں:

ا- قانون میں کسی ایک متعین مذہب کے قانون کا التزام نہ کیا جائے، تاکہ اس بیش

قیمت فقہی ذخیرہ سے بغیر کسی تعصب کے فائدہ اٹھانا آسان ہو جائے۔

۲- فقہ اسلامی کے مذاہب میں سے اس کا انتخاب جو شریعت کے مقاصد سے زیادہ موافقت رکھتا ہو، لوگوں کی مصلحتوں کی اس میں زیادہ رعایت ملحوظ رکھی گئی ہو، دشواری اور تنگی کو زیادہ دور کرتا ہو اور بندوں کے لئے زیادہ نرم ہو۔

اس قسم کے انتخاب کے سلسلہ میں ۱۹۶۴ء میں قاہرہ میں منعقد ہونے والی پہلی اسلامی مباحث کانفرنس قرارداد پاس کی گئی۔

۳- عملی نفاذ اور وقت کے تقاضوں کی روشنی میں قانون پر نظر ثانی، اس طرح کہ لوگوں کی مصالح کی تحقیق کئے بغیر نص پر جمود نہ ہو۔

۴- متعدد فقہی مذاہب اور عالمی قوانین ونظاموں کے مطابق تقابلی مطالعہ اور اجتہاد کے احیاء کی ضرورت جس کا مقصد اس کی بنیادیں نظریں اور تشکیل جدید ہے۔

قانون کی تدوین اور اس کی شرعی بنیاد:

قانون کی تدوین شرعی دلیلوں کے مجموعہ اور عملی اعتبارات پر مبنی ہوتی ہے ان میں اہم حسب ذیل ہیں:

اول: رعایا کے اوپر تصرف مصلحت اور شرعی سیاست سے وابستہ ہے:

رعایا پر تصرف مصلحت سے وابستہ ہے (مجلۃ الاحکام العدلیہ، اشباہ ونظائر ۱۲۱/۱ الزرکشی المنثور فی القواعد ۳۰۹/۱)۔

مشہور شرعی قاعدہ ہے جس کی اصل امام شافعیؒ کے کلام میں پائی جاتی ہے کہ رعایا کے لئے والی اور امام کی حیثیت وہ ہے جو یتیم کے لئے ولی کی حیثیت ہوتی ہے، پھر بہت سے فقہاء کے نزدیک یہ قاعدہ کے طور پر مشہور ہوگی اور اس کی اصل اصیل خلیفہ راشد حضرت عمر فاروقؓ کے

کلام میں پائی جاتی ہے، آپ نے فرمایا: میں اور تمہارا مال، یتیم کے ولی کی طرح ہیں، اگر میرے پاس مال ہوگا تو بچا رہوں گا اور اگر ضرورت مند ہوں گا تو معروف طریقہ سے کھالوں گا (الخراج: ابو یوسف ۳۶)۔

یہ ایک اہم قاعدہ ہے جس کا راعی اور رعایت کے احوال کے سلسلہ میں شرعی سیاست سے گہرا تعلق ہے اور اس کی سند اللہ عزوجل کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت طاہرہ میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **"إن الله يأمركم أن تؤدوا الأمانات إلى أهلها وإذا حكمتم بين الناس أن تحكموا بالعدل"** (النساء: ۵۸) (اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کو ادا کرو، اور جب بھی لوگوں کے درمیان کوئی فیصلہ کرو تو عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو)۔

علامہ قرطبی (۵/ ۲۵۵، ۲۵۶) نے کہا ہے کہ یہ آیت امہات الاحکام میں سے ہے جس میں دین وشرع سب شامل ہیں، امانات میں تمام ولایتیں شامل ہیں اور ان کا عدل پر قیام واجب ہے، اسی طرح تمام امور کا قسطاس مستقیم کے ساتھ وزن کرنا واجب ہے، یہ مطلق مصلحت ہے اور اس کی تحقیق کی ضرورت وہی ہے جو امام قرافی مالکی کے کلام سے سمجھی جاتی ہے (الفروق ۳/ ۲۰۶)۔

اس کا مدلول یہ قاعدہ ہے اور اس کے فوائد مشاورت وحکمت کی توجیہات ہیں اور ان دونوں میں مصالح کی رعایت اور رعایا کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش اور سب سے زیادہ مصلحت پر مبنی ہونا شامل ہے۔

واقعات، حالات اور زمانہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ قانون کی تدوین کے اصول کو اختیار کرنا اس کا تقاضا کرتا ہے بلکہ شرعی مصلحت کی تکمیل کرتا ہے اور رعایا کی مصلحت مطلوب اس

کی تحقیق ہے اور اس کے تقاضوں سے متعلق تصرف اس حکم سے وابستہ ہے جو معتبر مجتہد علماء کی بہترین رائے کے مطابق ہے جو صاحب بصیرت ہیں اور واقعہ کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور اس کے فقہ کو بھی جانتے ہیں اور واقعہ کی حقیقت کے علم سے استنباط کرتے ہیں جیسا کہ ابن قیمؒ نے کہا ہے (اعلام الموقعین ۱/ ۸۷)۔

قانون کی تدوین شرعی مصلحت ہے اور اس پر عمل اور اس کا نفاذ شرعی سیاست کے قبیل سے ہے اور یہ واقعات حالات اور زمانہ کے بارے میں غور وفکر سے ثابت ہو جاتا ہے۔

اور شرعی مصلحت کے لئے شہادت کئی اعتبار سے حاصل ہوتی ہے۔

قرآن کریم کا لکھنا، دیوانوں کا ترتیب دینا اور مسلمانوں کے لئے سکہ تیار کرنا وغیرہ۔

امام ابن تیمیہ نے سیاست شرعیہ (حوالہ مذکور/ ۶۳) میں کہا ہے، مصالح کا حاصل کرنا اور ان کی تکمیل کرنا اور مفاسد کو روکنا اور ان کو قائم کرنا واجب ہے اور جہاں ان میں کوئی تعارض پیدا ہو جائے تو چھوٹی مصلحت کو تقویت دے کر بڑی مصلحت کو حاصل کرنا اور چھوٹے فساد کے احتمال کے ساتھ بڑے فساد کو دفع کرنا بھی جائز ہے۔

اور ابن عقیل نے کہا ہے: سیاست وہ فعل ہے کہ لوگ اس کے ذریعہ صلاح کے لحاظ سے زیادہ توجہ اور فساد کے لحاظ سے زیادہ دور ہوں، اگرچہ رسول اللہ ﷺ سے اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی ہو اور نہ ہی اس کے سلسلہ میں کوئی وحی پائی جاتی ہو۔

دوم: ولی الامر کی اطاعت اس معاملہ میں واجب ہے (ابن عابدین کا حاشیہ ۱/ ۵۹۲ باب الاستسقا ڈاکٹر محمد زکی عبد البر تقنین الفقہ الاسلامی/ ۲۷) **جس میں کوئی معصیت نہ ہو:**

ولی الامر کی اطاعت آیت کریمہ کی بنیاد پر واجب ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”**يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولى الأمر منكم**“ (النساء:۵۹) (اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور جو تم میں سے اولوا الامر ہو

ان کی)۔

امام قرافی نے (احکام فی تمیز الفتاوی عن الاحکام وتصرفات القاضی والامام/ ۴-۵) اس امر پر تمام ائمہ کا اجماع نقل کیا ہے کہ اجتہادی مسائل میں حاکم جس بات کا حکم دے وہ اللہ تعالی کا حکم ہے، اور اس حکم کی اتباع تمام ائمہ پر واجب ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنا سب کے لئے حرام ہے۔

اسی اصول سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ ولی الامر کے لئے قاضی کو فقہاء کے اقوال میں سے امت کی مصلحت کے لئے شرعی سیاست کے تحت کسی معین دینی حکم کا پابند بنانا جائز ہے۔

سوم: شرعی احکام کا عمل اور نفاذ کے موقع پر رکھنا قانون کی تدوین ہے:

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "**اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام ديناً**" (المائدہ:۳) (میں نے آج تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین قرار دے کر راضی ہوگیا)۔

اس آیت کریمہ کی دلالتوں سے یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے لوگوں کے لئے عقیدہ اور شریعت کی تکمیل کا اعلان کردیا اور یہ کہ ان کے لئے اسلام کو دین قرار دینے سے اللہ کی رضا ہو یا ان سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ اولاً وہ اس اختیار کی قیمت کا ادراک کریں پھر حتی الامکان اس دین پر استقامت کی ترغیب ہے اور یہ استقامت احکام پر عمل اور ان کے نفاذ اور قانون کی اس تدوین کے لئے عصر حاضر کے وسائل کا تقاضا کرتی ہے جس سے کہ حرج رفع ہوجائے اور پریشانی ختم ہوجائے، چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: "**وما جعل عليكم في الدين من حرج**" (الحج:۷۸) (اس نے تمہارے اوپر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی)۔

یہ سب اس عمل کے دائرہ میں ہیں جو وضعی قوانین کے پھندے سے چھٹکارا دلاتا ہے اور شریعت اسلامیہ کے نفاذ اور قانون کی تدوین کے ذریعہ نفاذ کی جگہ پر اس کو رکھنے کی وجہ سے ہے، اس لئے کہ نفاذ کے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: "وما

كان لمؤمن ولا مؤمنة إذا قضى الله ورسوله أمراً أن يكون لهم الخيرة من أمرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالاً مبيناً'' (الاحزاب:۳۶) (جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ میں کوئی فیصلہ کر دے تو نہ کسی مومن مرد کو اور نہ ہی کسی مومن عورت کو ان کے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں رہ جاتا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا)۔

اور جب شرعی احکام کا مستقر مصالح ہیں تو احکام کا نفاذ اور اس کی شرائط سے متعلق اجتہاد کو سمجھنا واجب ہے، ورنہ معاملہ میں کسی بھی حال میں کوئی فساد پیدا ہو جائے گا اور اس سے حرج و تنگی کو دور کرنے اور ضرر کو ختم کرنے کے لئے'' قانون کی تدوین'' واجب ہو جاتی ہے، جبکہ حرج و تنگی اور ضرر دونوں سے روکا گیا ہے۔

چہارم: جو کچھ گذر چکا اس کی بنیاد پر قانون کی تدوین کا کام وہ ولی الامر کرتا ہے جو امت کے ارادہ کے سلسلہ میں معتبر ہو، جس کو ملت کے دینی و دنیوی امور تدبیر کے سلسلہ میں سونپ دیئے گئے ہوں، اور اس لئے اس قول کے بعد کسی چیز کی گنجائش نہیں ہے۔

فروعی اختلافی مسائل میں کسی کے لئے کسی کی گرفت کرنا جائز نہیں ہوتا جب کہ اس نے دو یا بہت سے اقوال میں سے کسی ایک قول کو حق کی تلاش میں اجتہاد کر کے اختیار کیا ہو۔

جن لوگوں نے قانون کی تدوین پر حملہ کیا ہے انہوں نے ایسا اس بنیاد پر کیا ہے کہ وہ قانون مصنوعی اور گھڑا ہوا ہے اور یہ کہ اس کا مقصد شرعی نظام سے وضعی نظام کی طرف منتقل ہونا ہے اور یہ مطلق صحیح نہیں ہے۔

اس لئے کہ یہ لوگ شریعت اسلامی کے احکام سے اخذ کردہ قانون سازی کے عمل کی حقیقت سے بے خبر ہیں کہ یہ حکم کے لحاظ سے گھڑا ہوا نہیں ہے اور یہ وضع کرنے والوں کی اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ وہ کبھی اجتہاد پر مبنی احکام ہوتے ہیں اور کبھی نص کی بنیاد پر، اور اجتہاد پر

مبنی احکام کا معاملہ ایسا نہیں ہے کہ شریعت میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو یا اس کی سند شریعت کی کسی دلیل سے نہ ملتی ہو بلکہ اس تصور کے برعکس معاملات زیادہ صحیح ہیں۔

لوگوں نے قانون سازی پر اس بنیاد پر حملہ کیا ہے کہ لفظ ''قانون'' باہر سے داخل کیا گیا ہے اور یہ یونانی الاصل ہے جبکہ یہ تنفیذ بے جا ہے کیونکہ کتنے ہی غیر عربی کلمات کو شریعت نے استعمال کیا ہے اور فقہاء وعلماء نے بھی استعمال کیا ہے، اور اس بحث کی دوسری فصل میں یہ بیان گذر چکا ہے کہ قانون ایک ایسی اصطلاح ہے جس کو مسلمانوں کے علماء متقدمین نے بلا روک ٹوک استعمال کیا ہے۔

جیسا کہ یہ کہنا کہ قانون سازی یا جس مذہب کی پابندی کی جائے اس میں خطا کا واقع ہونا لازمی ہے، یہ قول قاضی کی رائے کو بلا وجہ معصوم قرار دیتا ہے جبکہ یہ بات کسی نے بھی نہیں کہی ہے۔

فصل ششم:

قانون سازی کا جوہر لازم ہونا ہے اور اس کی اصل

اس سلسلہ میں سب سے مشہور رسالہ خلیفہ راشد امیر المومنین عمر بن الخطابؓ کا ہے جو آپ نے ایک معاملہ میں ابوموسی اشعری کے پاس بھیجا تھا جو آپ کی طرف سے بصرہ کے گورنر اور قاضی تھے۔

قوانین کا خاصا ان کا لازم ہونا ہے:

قوانین اپنی فطرت کے لحاظ سے اطاعت واتباع کا مطالبہ کرتے ہیں، اور قانون کے لئے اطاعت و پابندی کی ضمانت وگارنٹی قانون کے بدلہ وجرمانہ کی ضمانت کے ذریعہ پوری ہوتی ہے جو اس شخص پر عائد کیا جاتا ہے جو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اور بدلہ اور جرمانہ کے احکام کو واضح طور پر تیار کرنا ضروری ہے تاکہ محکمے آسانی اور سہولت کے ساتھ انہیں نافذ کرسکیں۔

اس سلسلہ میں سب سے مشہور رسالہ حضرت عمر فاروقؓ کا ہے جو آپ نے ابوموسی اشعریؓ کو بھیجا تھا:

اللہ کے بندہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عبداللہ بن قیس ابوموسی اشعری کے نام:

السلام علیک کے بعد

قضا ایک اہم فریضہ ہے اور ایک ایسی سنت ہے جس کی اتباع کرنا ضروری ہے جو کچھ آپ کے سامنے بیان کیا جائے اس کو اچھی طرح سمجھئے اور جب کوئی امر آپ پر واضح ہوجائے تو اس کو نافذ کیجئے کہ حق کی ایسی بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں جس کو نافذ نہ کیا جائے۔

اپنی مجلس میں توجہ دینے اور فیصلہ کرنے میں لوگوں کے درمیان مساوات سے کام لو یہاں تک کہ کوئی بااثر آدمی آپ کے ذریعہ کسی ظلم وزیادتی کی امید نہ رکھے اور کوئی کمزور آپ کے انصاف سے مایوسی کا شکار نہ ہو۔

دلیل پیش کرنا دعوی کرنے والے کی ذمہ داری ہے اور انکار کرنے والے سے قسم لی جائے گی۔

مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے لیکن ایسی صلح نہیں جس میں حرام کو حلال یا حلال کو حرام کردیا جائے۔

اگر تم کوئی فیصلہ کر چکے ہو اور بعد میں تم سوچو اور عقل ودانش سے دوسری بات صحیح معلوم ہو تو بعد میں اپنے فیصلہ سے حق کی طرف رجوع کرنے میں تمہارے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے کہ حق ہمیشہ رہنے والا ہے، اس کو کوئی چیز باطل نہیں کرسکتی اور خیر کی طرف رجوع کر لینا باطل میں دور تک نکل جانے سے بہتر ہے۔

عقل ودانش اور فہم وتدبر سے کام لو اگر کوئی ایسا معاملہ آجائے جس کے بارے میں نہ قرآن میں کوئی حکم ہو نہ سنت میں تو قیاس سے کام لو اس کے مشابہ اور مماثل امور کو دیکھو پھر جو بات اللہ کے حکم سے قریب ترین اور حق سے زیادہ مشابہ دیکھو اس پر اعتماد کر کے فیصلہ کردو۔

مسلمان ایک دوسرے کے لئے عدل وانصاف سے کام لینے والے ہیں، ہاں جس کا تجربہ جھوٹی گواہی دینے کے سلسلہ میں ہو چکا ہو یا جس پر کوئی حد جاری ہو چکی ہو یا دوستی یا قرابت کے سلسلہ میں بدظن ہو کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے رازوں وبھیدوں کی ذمہ داری خود اپنے اوپر لے لی ہے اور حدود کے سلسلہ میں ان کے اوپر پردے ڈال دیئے، ہاں اگر دلائل سامنے آجائیں اور قسمیں کھالی جائیں تو دوسری بات ہے۔

غضب، قلق، پریشانی وبےچینی، تنگ دلی وغمگینی، جھگڑوں میں اذیت پہنچانے اور لڑائی

کے وقت بدخلقی سے بچو، حق کے معاملہ میں فیصلہ کرنے سے اجر ملتا ہے اور تعریف کی جاتی ہے، جس کی نیت حق کے معاملہ میں صاف ہو، خواہ معاملہ اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اس کے اور لوگوں کے درمیان اللہ کافی ہے۔

اور جس نے ایسی بات بنا کر پیش کر دی جو حقیقت کے خلاف ہو اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے، اللہ اپنے بندوں سے وہی قبول کرتا ہے جو خلوص نیت کے ساتھ ہو پھر اللہ کی طرف سے ملنے والے ثواب کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جو رزق عطا کرنے اور اس کی رحمت کے خزانوں کی شکل میں ہوگا۔

قضا کے معاملہ میں عمر فاروق کے رسالہ کی اہمیت اور قانون سازی میں اس کی اہمیت:

فقہی احکام کی قانون سازی کے سلسلہ میں ابوموسی اشعری کی طرف حضرت عمر بن خطابؓ کے رسالہ کی حسب ذیل اہمیت ظاہر ہوتی ہے:

۱- کہ قضا ایک ضرورت اور محکم فریضہ ہے اور ایسی سنت ہے جس کی اتباع ضروری ہے۔

۲- حضرت عمرؓ کے قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے حق کے بارے میں بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں جس پر عمل نہ کیا جائے اور اس کے سلسلہ میں ابن قیم نے کہا ہے: (اعلام الموقعین ۱/ ۹۵) یہ آپ کی طرف سے حق کے بارے میں جاننے اور اس کے نفاذ پر قوت وطاقت حاصل کرنے کی ترغیب ہے اور اللہ تعالی نے اس کے معاملات میں قوت وطاقت رکھنے والوں اور اس کے دین میں بصیرت سے کام لینے والوں کی مدح فرمائی ہے، چنانچہ فرمایا: "**واذكر عبدنا إبراهيم وإسحاق ويعقوب أولى الأيدى والأبصار**" (سورہ ص: ۴۵) (ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کا ذکر کر و وہ بڑے قدرت والے اور صاحب بصیرت تھے)۔

یہاں ایدی سے مراد اللہ کے حکم کو نافذ کرنے کی قوت اور والابصار سے مراد اس کے

دین کی بصیرت رکھنا ہے۔

یہاں حسب ذیل مقابلہ کا جوش پیدا ہوتا ہے:

- ایسے حق کی پابندی جس کا قاضی نے تنہا اپنے اجتہاد سے استنباط کیا ہو اور اس میں دوسرے قاضی اس سے اختلاف رکھتے ہوں۔
- ایسے حق کا التزام جس کا مجتہدین نے استنباط کیا ہو اور اس کو قانون سازی کرنے والوں نے اختیار کیا ہو اور ولی الامر نے اس کو نافذ کیا ہو اور تمام قاضیوں نے اس کی پابندی کی ہوتا کہ ان کے احکام کے سلسلہ میں لوگ ان کی پابندی کریں۔

ان میں سے جو بھی اللہ کے حکم سے زیادہ قریب ہو اور حق سے زیادہ مشابہت رکھتا ہو اور لوگوں کے درمیان عدل کی تحقیق اور مساوات کا دعویدار ہو تو ہم اس کی اتباع کریں اور اس پر اعتماد و بھروسہ کریں کہ کوئی بااثر آدمی ظلم وزیادتی کی امید نہ قائم کرے اور کمزور آدمی انصاف کے سلسلہ میں مایوس نہ ہو جیسا کہ حضرت عمرؓ کے رسالہ میں دقت نظر اور صحیح فہم سے ظاہر ہوتا ہے۔

اور مشابہ ومماثل امور کے بارے میں معلومات حاصل کرو پھر معاملات کا ایک دوسرے پر قیاس کرو پھر اللہ کے حکم سے زیادہ قریب اور حق سے زیادہ مشابہ کیا ہے اس کو دیکھو اس کی اتباع کرو اور اس پر قائم رہو (یہ اس رسالہ کی نص سے اخذ کیا گیا ہے جسے قاضی وکیع بن محمد بن خلف بن حیان متوفی ۳۰۶ نے پیش کیا)۔

اس میں شک نہیں ہے کہ عمر بن الخطابؓ کے رسالہ میں دقت نظر اور فہم صحیح سے کام لینے سے اس امر کا اشارہ ملتا ہے کہ عمر بن الخطاب نے پابندی کا جو قاعدہ مقرر کیا ہے کہ حق کے بارے میں بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو نافذ نہ کیا جائے۔

یہ قاعدہ ہمارے زمانہ میں قاضیوں کو اپنے اوپر فقہ کے ان احکام کی پابندی کرنے کے سلسلہ میں سب سے اولی ہے جس کا مجتہدین نے بنیادی طور پر استنباط کیا اور قانون سازی کرنے

والوں نے اختیار کیا ہو اور ولی الامر نے اس کو جاری کیا ہو، قاضیوں کے لئے لازم ہے کہ اپنے احکام کا ان کے ذریعہ لوگوں پر نافذ کریں۔ اس عمل سے قاضی کی شخصیت اور نص کی فہم اور قانون سازی کے مصادر کی روشنی میں اس کے تقاضہ اور اس کی دلالت جو کہ قانون سازی کے مصادر کی اصل ہیں، پھر نص کے نفاذ اور اس کے سامنے بیان کردہ واقعات وتفصیلات کے سلسلہ میں لغو قرار نہیں پاتی۔

قانون کی تدوین کی پابندی - ائمہ فقہاء کے اقوال کی روشنی میں:

قانون کی تدوین کا جوہر فقہی حکم سے متعلق فیصلہ پر قاضی کا پابند ہونا ہے جس کو قانون کی تدوین فرض کرتی ہے اور جس کو ولی الامر جاری کرتا اور اس کے نفاذ کا حکم دیتا ہے۔

ابن عابدین حنفی نے کہا ہے:

اگر قاضی نے اپنی رائے کے خلاف فیصلہ دیدیا تو بھی اس کا فیصلہ نافذ ہو جائے گا جب تک کہ سلطان نے کسی خاص مذہب کا پابند نہ کیا ہو (ردالمحتار علی الدر المختار ۲/ ۶۹۲)۔

انہوں نے شرنبلالی کی شرح وہبانیہ سے یہ بھی نقل کیا ہے:

''اگر سلطان نے اس کو اپنے صحیح مذہب کا پابند کردیا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہو رہا ہے تو بغیر کسی اختلاف کے وہ پابند ہو جائے گا، اس لئے کہ وہ اس درجہ سے اتر جائے گا اور اگر اس نے اس حکم کے خلاف فیصلہ دیا جس کا اس کو پابند کیا گیا ہے تو شرنبلالی کے نزدیک اس کا حکم صحیح نہیں ہوگا اس لئے کہ وہ اس مقام سے معزول ہو چکا ہے (ردالمحتار علی الدر المختار ۵/ ۴۰۸)۔

ابن فرحون المالکی نے کہا ہے:

شیخ ابو بکر الطرطوشی نے کہا مجھے قاضی ابو الولید الباجی نے خبر دی کہ قرطبہ میں حکمراں جب کسی شخص کو قاضی مقرر کرتے تھے تو اس کے رجسٹر میں اس کے اوپر یہ شرط عائد کر دیتے تھے کہ وہ ابن القاسم کے قول سے تجاوز نہیں کرے گا، اور یہ وہ بات ہے جس کا ذکر الباجی نے قرطبہ کے

سلاطین کے بارے میں ذکر کیا ہے، اسی طرح سحنون سے روایت کیا گیا ہے (تبصرۃ الحکام ۱/ ۵۷اور اس کے بعد)۔

الماوردی الشافعی نے کہا ہے:

بعض فقہاء نے ایسے شخص کو جس کی کسی ایک مذہب کی طرف نسبت کی جاتی ہو اس بات سے منع کیا ہے کہ وہ کسی دوسرے مذہب کے مطابق حکم کرے کہ اس کی وجہ سے تہمت کا سامنا کرے گا اور فیصلوں اور احکام کے سلسلہ میں مائل ہو جائے گا اور جب اس مذہب کے مطابق فیصلہ کرے گا کہ اس سے تجاوز نہیں کرے گا تو تہمت سے بچے گا اور حریفوں کو اپنا ہمنوا بنالے گا (الاحکام السلطانیہ/ ۶۷-۶۸)۔

البہوتی الحنبلی نے کہا ہے:

شیخ تقی الدین نے کہا: جس شخص پر حقیقت معاملہ مشتبہ ہو، اس کے لئے لازم ہے کہ ایک مذہب معین کی پابندی کرے، اس کے عزائم ورخصتوں کی راہ اختیار کرے (کشاف القناع ۶/ ۳۰۷)۔

ہمارے ہم عصر جو پابندی کی رائے رکھتے ہیں۔ شیخ علی الخفیف مرحوم نے کہا ہے:

اولوالامر ایسے مذہب کو اختیار کرے گا جس سے اس کا دل مطمئن ہو اور اس کے حالات کے مطابق اس کو اختیار کرنے میں اسے مصلحت نظر آئے، اور اس لئے کہ حکم کی ولایت اس کے لئے ابتدا ہے، اس نے جو راہ اختیار کی ہے حکم اس کے مطابق ہوگا اور اس لئے کہ قاضی صاحبان اس کے نمائندہ اور اس کے خلفا ہیں، اس لئے اس کو حق ہوگا کہ انہیں اس امر کا پابند بنائے جس کو اس نے اختیار کر رکھا ہے اور جس کو اس نے ترجیح دی ہے، اس سلسلہ میں انہیں اس کی خلاف ورزی کرنے کا حق نہ ہوگا۔

شیخ محمد ابوزہرہ مرحوم کا کہنا ہے:

ہم دیکھتے ہیں کہ شریعت سے قانون کا جو ہر اختیار کرنا صرف مباح ہی نہیں شمار کیا جائے گا بلکہ قطعی واجب ہوگا، اس لئے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اس پہلو سے ہماری کوتاہی ایسی صورتحال پیدا کردے گی کہ دوسرا اجنبی قانون ہمارے ملکوں میں داخل ہوجائے گا جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور اس کے اور ہمارے درمیان کوئی ربط نہ ہوگا (حوالہ مذکورہ بالا محمد ابوزہرہ العقوبۃ فی الفقہ الاسلامی ر ۸۴-۸۵)۔

شیخ حسنین مخلوف مرحوم نے کہا ہے:

اس میں شک نہیں کہ قضاء شرعی کے ان احکام کا پابند بنانا جن میں مدون فقہی مذاہب سے مدد لی گئی ہے اور جن کو قانونی قالب میں ڈھال دیا گیا ہے ایک مستحکم نظام ہے جو عدالت کی تحقیق کے لئے ایک ضمانت ہے جس میں قاضیوں کو سہولت ہوتی ہے اور فیصلہ طلب کرنے والوں کو اطمینان ہوتا ہے، شک اور نفسانی خواہشات کے دائرہ سے دور ہوتا ہے اور یہ سب کچھ ایک واضح مصلحت ہے جو شرعی طور پر واجب کرتی ہے کہ اس زمانہ میں ہم فقہی احکام کے سلسلہ میں قانون کی تدوین کا راستہ اختیار کریں جس کا نفاذ واجب ہے۔

اس پابندی کا مستحق ہونا:

یہاں کسی ایک معین مذہب کی پابندی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ شرعی مصلحت کے لئے متحقق شرعی طور پر صحیح قول کے عمل اور نفاذ کے طور پر پابندی ہے اور اس بنیاد پر مختار ہے کہ قانونی نص کے لئے موقع ومحل کے لحاظ سے یہ بنیاد ہے بصورت دیگر قانون کی تدوین اپنے ہدف اور مصلحت سے خارج ہوجائے گی۔

کسی معین مذہب کی پابندی اور قضاء کے معاملہ میں اس طرح تقلید کہ اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے اس کی ممانعت میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور ہم اسی راہ پر چلنے والوں کے ساتھ ہیں جیسا کہ صاحب المغنی وغیرہ نے کہا ہے۔

ابن قدامہ نے المغنی میں کہا ہے (حوالہ مذکور بالا جلد ۹/۱۰۶):

یہ جائز نہیں ہے کہ قاضی فیصلوں کے سلسلہ میں کسی مذہب معین کی تقلید کرے، یہی امام شافعی کا مذہب ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ اس میں کسی کو کوئی اختلاف ہے، اس لئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ''**فاحكم بين الناس بالحق**'' (لوگوں کے درمیان فیصلہ حق کی بنیاد پر کرو) اور حق کسی ایک مذہب میں متعین نہیں ہے کہ کبھی حق اس مذہب کے مقابلہ میں دوسرے مذہب میں ظاہر ہوتا ہے، اس لئے اگر اس شرط پر تقلید کرتا ہے تو شرعاً باطل ہو جاتی ہے اور تولیت کے فساد میں بیع میں فاسد شرائط کی بنیاد پر دو وجہیں ہوتی ہیں۔

اسی طرح کا اختلاف ماوردی شافعی نے ''الاحکام السلطانیہ'' (۸۷) میں اور قاضی ابویعلی الحنبلی نے الاحکام السلطانیہ (۴۷) میں نقل کیا ہے۔

''جو شخص امام احمد بن حنبل کے مذہب پر یقین رکھتا ہے اس کے لئے امام شافعی کے مذہب پر یقین کرنے والے کے سلسلہ میں فیصلہ میں ان کی تقلید کرنا جائز ہے اس لئے کہ قاضی کے لئے ضروری ہے کہ فیصلہ کے سلسلہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کرے اس کے لئے پریشانیوں اور احکام کے سلسلہ میں اس کی تقلید کرنا ضروری نہیں ہے جو اپنے مذہب کی طرف منسوب ہو''۔

وقف کرنے والے اور قاضی کی تولیت کے لئے اس شرط کو لگانے کو باطل قرار دیتے ہوئے ابن قیم نے کہا ہے (اعلام الموقعین ۴/۱۸۵)۔

''اور انہی میں سے یہ شرط لگانا ہے کہ وقف کا مستحق صرف وہی ہوتا ہے جو نصوص کی طلب اور ان کی معرفت اور ان کے متنوں میں تفقہ اور کسی متعین فقیہ کے قول کو اختیار کرنے کی پابندی ترک کر دے اور خود کو اس امر کا پابند نہ بنائے کہ کسی معین فقیہ کے قول کی وجہ سے دوسرے تمام فقہاء کے اقوال کو ترک کر دے بلکہ اس کی وجہ سے نصوص کو بھی ترک کر دے کہ یہ ایسی شرط ہے جو دوسری شرائط کو باطل کر دیتی ہے۔

اور علماء شوافع وحنابلہ نے اس امر کی صراحت کردی ہے کہ اگر امام نے قاضی کے لئے یہ شرط لگادی کہ وہ صرف مذہب معین کے تحت ہی فیصلہ کرے گا تو وہ شرط باطل ہوگی اور قاضی کے لئے اس کی پابندی کرنا جائز نہ ہوگا، اور تولیت کو باطل قرار دینے کے سلسلہ میں دو قول ہیں جو فاسد شرائط کے ساتھ معاملہ کرنے کو باطل قرار دینے پر مبنی ہیں۔

اس کے علاوہ (اسی کی طرف بکر بن عبداللہ ابوزید نے فقہ النوازل کے ۵۷ پر اشارہ کیا ہے) اگر مفتی نے اپنے اوپر یہ شرط لگالی کہ کسی ایک مذہب معین کے مطابق ہی فتوی دے گا تو یہ شرط باطل ہوگی۔

اسی طرح اگر واقف نے فقیہ پر یہ شرط لگادی کہ صرف مذہب معین کے مطابق ہی فیصلہ دے حتی کہ کتاب اللہ، رسول اللہ کی سنت کو چھوڑ دے تو یہ شرط قطعاً صحیح نہ ہوگی، اور اس کی پابندی لازم نہ ہوگی اس پر عمل کرنا بھی بہتر نہ ہوگا۔

اور جلاء الافہام میں یہ بھی کہا ہے (ابن القیم/ ۹۸):

ابوداؤد نے اپنے مراسیل میں رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنے کسی صحابی کے ہاتھ میں توراۃ کا کوئی حصہ دیکھا تو فرمایا: کسی بھی قوم کی گمراہی کے لئے یہ کافی ہے کہ اپنی کتاب کے علاوہ کسی کتاب کی اتباع کرے جو ان کے نبی کے علاوہ کسی پر نازل ہوئی ہو، تو اللہ تعالی نے اس کی تصدیق کے لئے نازل فرمایا: "**أو لم يكفهم إنا أنزلنا عليك الكتاب يتلى عليهم إن في ذلك لرحمة وذكرى لقوم يؤمنون**" (العنکبوت:۵۱) (کیا ان کے لئے کافی نہیں ہے کہ ہم نے تمہارے اوپر کتاب نازل کردی جو ان کے اوپر تلاوت کی جاتی ہے اس میں ایمان والوں کے لئے رحمت ونصیحت و یاد دہانی ہے)۔

اس طرح جو لوگ ایسی ایسی کتاب میں اپنا دین ڈھونڈتے یا اسے اختیار کرتے ہیں جو نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور پر نازل ہوئی ان کا یہ حال ہے تو جو لوگ فلاں فلاں کی عقل سے لیتے

ہیں اور اس کو اللہ اور اس کے رسول کے کلام سنت پر مقدم رکھتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا؟

قانون سازی اور اس کی پابندی کو ممنوع قرار دینے والوں کے دلائل اور ان کا رد:

اول: ان کا کہنا یہ ہے کہ جس قول کی پابندی کی جائے گی تو کے دونوں کبھی قاضی پر شرعی دلائل سے یہ ظاہر ہوگا کہ صحیح قول اس قول کے مدمقابل ہے۔

۱- یہ قول اولاً قانون سازی کی حقیقت اور آرٹ کا انکار کرتا ہے جو مکمل قواعد پر مبنی ہے اور قاضی کے لئے بھی بہت سارے مسائل اور قانونی اختیارات میں گنجائش رکھتی ہے۔

۲- قانونی نص کو سمجھنے کی ضرورت کے سلسلہ میں قاضی کے عمل کی حقیقت کا انکار کرتی ہے جبکہ نص کو ایسے جائز اور مباح طریقہ سے سمجھنے کے سلسلہ میں قاضی کا اپنا کردار ہوتا ہے جو شرعی دلائل کے مطابق ہو اور اسی سے قضا سے متعلق متعدد متنوع احکام پر ردوقدح اور اعتراض کے مراتب سامنے آتے ہیں۔

۳- اور عقل یا عمل سے یہ تصور قائم نہیں ہوتا کہ قاضی کے اس مسلک میں اللہ تعالی کے اس ارشاد کی کوئی ممانعت ہے: "**فإن جاءوك فاحكم بينهم وإن حكمت فاحكم بينهم بالقسط**" (المائدہ:۴۲) (اور اگر وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کے سلسلہ میں فیصلہ کرو اور جب بھی کوئی فیصلہ کرو تو عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو)، اس لئے قاضی کی بنیادی ذمہ داری عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا ہے اپنی مرضی وخواہش کی پیروی کرنا نہیں ہے۔

دوسرے ان کا کہنا ہے کہ قانون سازی کے ذریعہ قاضی کو جس بات کا پابند کیا گیا ہے اس کا اس کے خلاف فیصلہ کرنا غیر معصوم کے قول کو اپنے عقیدہ کے مطابق معصوم کے قول پر ترجیح دینا اور مقدم رکھنا ہے جبکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "**يا أيها الذين آمنوا لا تقدموا بين يدي الله ورسوله**" (الحجرات:۱) (اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو) یہ استدلال بے محل ہے کہ یہاں بحث معاملات کے احکام وفیصلوں سے متعلق قانون سازی سے

ہے عقائد سے نہیں ہے۔

تیسرے ان کا کہنا ہے کہ جس قانون سازی کا پابند بنایا گیا ہے وہ غیر معصوم کا اجتہاد ہے اور کسی امر کا پابند بنانا اس کو اختیار سے دور کرنا ہے جس پر ارشاد باری میں نص وارد ہو چکی ہے:

''**وما كان لمؤمن ولا مؤمنة إذا قضى الله ورسوله أمراً أن يكون لهم الخيرة من أمرهم**'' (الاحزاب:۳۶) (کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کسی معاملہ میں کوئی فیصلہ کر دیں تو پھر اسے اپنے اس معاملہ میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار رہے)۔

انہوں نے اس کے لئے ابن قیم کے قول سے استدلال کیا ہے جو انہوں نے اس آیت کی اپنی تفسیر میں کہا ہے۔

''اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کسی امر کے بارے میں فیصلہ آجانے کے بعد اللہ تبارک وتعالی نے اختیار کو ختم کر دیا، اب کسی مومن کو یہ حق نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کسی حکم کے بعد وہ کوئی اور چیز اختیار کرے بلکہ اللہ کے رسول کا حکم حتمی وقطعی ہے، البتہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی کے قول میں جبکہ معاملہ واضح نہ ہو اختیار موجود ہے جبکہ وہ غیر رسول اللہ اور آپ کی سنت کا علم رکھتا ہو، ان شرائط کے ساتھ غیر رسول کے قول کی اتباع کرنا مباح ہوگا واجب نہیں ہوگا۔

اس طرح رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کے قول کی اتباع کرنا کسی پر بھی واجب نہیں ہے بلکہ اس کی غرض وغایت یہ ہوتی ہے کہ اس کی اتباع مباح وجائز ہوگی ہے کہ اللہ ورسول اللہ کے علاوہ کسی کے قول پر عمل نہ کرے اسے چھوڑ دے تو اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان قرار نہیں دیا جائے گا، پھر وہ صورتحال کہاں ہوگی جس کے ذریعہ تمام مکلّف لوگوں پر اس کی اتباع واجب اور اس کی مخالفت ان پر حرام ہو، اور ان پر اس کے قول کی وجہ سے تمام دوسری آراء کو ترک کرنا

واجب ہو کہ اس کے ساتھ کسی کا کوئی حکم نہ چلے اور نہ اس کے سامنے کسی کی رائے جیسا کہ اس کے سامنے کسی کو قانون سازی کا کوئی حق نہیں ہوگا کہ جب وہ کسی بات کا حکم دے یا کسی امر سے روکے تو اس کے سوا تمام پر اس کی رائے کی اتباع واجب ہو، ایسی صورت میں وہ محفوظ و مامون مبلغ اور خبر دینے والا ہوگا کسی امر کو ایجاد کرنے والا یا اس کی بنیاد رکھنے والا نہ ہوگا، کہ جس شخص نے اپنی فہم و تاویل کے مطابق رائے دی اور قواعد کی بنیاد رکھی امت کے اوپر اس کی اتباع واجب نہیں ہوگی اور جب تک وہ اپنی رائے پیش نہ کر دے اس کے پاس اپنا مقدمہ لے جانا اور فیصلہ کرنا بھی واجب نہیں ہوگا، اگر اس کا حکم و فیصلہ اس کے مطابق اور اس کے موافق ہو اور اس کی صحت و درستگی ثابت ہو جائے تو اس قول کو اختیار کر لیا جائے گا اور اگر اس کے خلاف ہو تو اس کو رد کرنا واجب ہوگا اور اگر درستگی و غلطی میں سے کوئی بھی امر ظاہر نہ ہو تو اس کو موقوف رکھا جائے گا اور اس کی بہتر صورت یہ ہوگی کہ اس حکم کو ماننا اور نہ ماننا دونوں جائز ہوں گے۔

اور یہ قول مردود ہے اس لئے کہ:

۱- یہ اس قانون سازی کی حقیقت کا انکار کرنا ہے جو اللہ سبحانہ وتعالی اور اس کے رسول ﷺ کے حکم و فیصلہ کے مطابق قانون سازی پر مبنی ہے کہ اس کے بغیر تو قانون سازی ہوگی ہی نہیں۔

۲- ابن قیم کے قول کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ معاملہ ایسی صورت میں ہے جب فیصلہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہو اس پر قانون سازی عملاً واجب ہے۔

چوتھے ان کا کہنا ہے کہ اس صورت میں قاضی کو ایسے فیصلے کرنے کا پابند بنانا ہے جو عملاً اس کے عقیدہ کے خلاف ہو اور اہل علم کے نزدیک اس کے حرام ہونے میں دو رائے نہیں ہیں کہ ایسے قاضی کے لئے حدیث شریف میں وعید آئی ہے جس کو سنن اربعہ اور حاکم نے حضرت بریدہؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں؛

ان میں سے دو جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔ اسی حدیث میں ہے کہ جس شخص کو حق بات معلوم ہوگئی پھر بھی اس کے مطابق فیصلہ نہ کیا اور فیصلہ کرنے میں ظلم وزیادتی سے کام لیا وہ جہنم میں جائے گا۔

اور یہ قول اس بنیاد پر بھی مردود ہے کہ:

۱- یہ قاضی کے کردار کی حقیقت کے خلاف ہے جو یہ واجب کرتا ہے کہ نص قانونی کے نفاذ کی جدوجہد کرے جو صحیح فہم کی بنیاد پر قائم ہے جو اس نص کے مصادر ہیں اور بلاشبہ وہ خود قانون سازی کے مصادر ہیں۔

۲- اور اس کے بعد جب قاضی اس راہ سے ہٹ جاتا ہے تو اس وعید کا مستحق قرار پاتا ہے جو حدیث نبوی میں منصوص ہے۔

۳- قانون سازی میں اصل یہ ہے کہ یہ حق کو قانون قرار دیتا ہے خواہ وہ کسی ایک قول میں ہو یا اقوال میں اور غیر کی طرف تجاوز نہیں کرتا، اس طرح قاضی اس اصل سے نہیں نکلتا اور وہ حق ہی کے دائرہ میں رہتا ہے خواہ وہ کہیں بھی اور کہیں بھی پایا جائے۔

۴- نئے نئے پیش آنے والے واقعات میں قاضی اجتہاد کرتا ہے جس کا خود قانون سازی مطالبہ کرتی ہے کہ جس قانون کے سلسلہ میں کوئی نص موجود نہ ہو اس بارے میں قانون سازی کے مصادر کی طرف رجوع کیا جائے، ان نصوص میں عرف اور عادت بھی شامل ہیں کہ زمانہ اور حالات کے تغیر سے فتوی کے تغیر کا انکار نہیں کیا جا سکتا اس لئے قاضی کے اجتہاد میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔

فصل ھفتم:

قانون سازی کا طریقہ اوراس کے لئے تجربات ومہارتیں

اس میں شک نہیں کہ قانون سازی ایک بہت اعلی فنی عمل ہے جس کے لئے زبردست تجربہ، وسعت مطالعہ اورمہارت کی ضرورت ہوتی ہے، اس کے نفاذ کے لئے وسیع خاکہ ونقشہ مطلوب ہوتا ہے۔

اول: قانون سازی کا طریقہ:

الف: تعاون کونسل کا نمونہ۔

- خلیج عربی کے مما لک کے لئے باہمی تعاون کونسل کا نمونہ شاید تسکین قلب کا سامان فراہم کرتا ہے جو اپنے بنیادی نظام یا دستوراساسی کے چوتھے آرٹیکل کو اس امر پر نص قرار دیتا ہے کہ:
- بنیادی تعاون کونسل کے مقاصد حسب ذیل ہوں گے:
- مختلف میدانوں میں ایسے نظاموں کا وضع کرنا جس میں درج ذیل امور پائے جاتے ہوں۔
- قانون سازی اورادارہ سازی کے امور۔

☆خلیجی تعاون کونسل کے مما لک سے تعلق رکھنے والے وزرائے عدل کی پہلی کانفرنس منعقدہ ۲۷-۲۸ صفر ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۲-۱۳ دسمبر ۱۹۸۲ میں یہ بات طے پائی:

۱-کونسل کے ملکوں میں قانون ساز کے مصادر اور قضاء کی بنیادوں سے متعلق امور میں مما لک نے اس امر پر اتفاق کیا کہ صرف شریعت اسلامیہ میں ہی ہوتا ہے کہ شریعت اسلامیہ کے

مصادر مختلف آراء وتجربات سے استفادہ کو ممنوع قرار نہیں دیتے۔ خاص طور سے جب کہ وہ شریعت اسلامیہ سے ٹکراتے نہیں، کہ ہر قانون اور نظام میں کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے اور شریعت اسلامیہ بھی اس کا حکم دیتی ہے اور اس کے لئے مصدر تیار کرتی ہے اس کے لئے کتاب سے یا سنت یا اجتہاد سے مختلف پیمانوں پر مدد لی جاتی ہے۔

۲- تعاون کونسل کے دستور اساسی کی چوتھی دفعہ میں جو بات کہی گئی ہے اور جو مختلف میدانوں میں نظاموں کے وضع کرنے کا تقاضا کرتی ہے اس کی بنیاد پر ممبر ممالک کے خواص پر مشتمل ایک بورڈ کی تشکیل پر اتفاق کیا گیا اور یہ بھی طے کیا گیا کہ شریعت اسلامیہ کے احکام کی قانون سازی کے امکانات تلاش کرنے کے لئے عمومی ذمہ داری کی ادائیگی کی غرض سے سب جمع ہوں گے اور حسب ذیل امور پر غور وفکر کریں گے:

الف-سول قانون۔

ب-تجارتی قانون۔

ج-فوجداری قانون۔

د- جس طرح ممبر ممالک کی مختلف عدالتوں میں یکساں قوانین کے امکانات تلاش کرنے کے لئے اجلاس منعقد ہوتا ہے۔

☆ اور وزرائے عدل کے دوسرے دوروزہ اجلاس منعقدہ ۲۶-۲۷ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۹-۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء میں حسب ذیل امور پر اتفاق ہو گیا۔

اول: شریعت اسلامیہ کے احکام کی قانون سازی کا امکان، اس امر پر کہ اس سلسلہ میں خصوصی علمی کانفرنس منعقد ہوگی جو ضروری خاکہ تیار کرے گی۔

دوسرے رکن ممالک کی عدالتوں میں ایسا یکساں نظام عدل پیش کرنا جو ضرورت کے مطابق ہو اور یکساں طریقہ سے رائج کرنا۔

خلیج عربی کے ممالک کے لئے کونسل کے ممالک میں قانون سازی کے دستور العمل کا نمونہ:

اور یہ دستور العمل درج ذیل امور پر مشتمل ہوتا ہے:

۱- جو فقہ اسلامی میں وضعی قانون کے فروغ کے مقابل ہے اور وہ پانچ ہیں۔

۲- تیاری اور اس کا طریقہ۔

۳-شرعی حکم کی تیاری کی کیفیت۔

۴-کونسل کے ارکان کے درمیان اختلاف ختم کرنے کی کیفیت۔

۵- وضاحت یاد دہانی کی تیاری کی کیفیت۔

سب سے پہلے قانونی فروغ کے مقابلہ میں معاملات کی فروع۔

فقہ اسلامی میں معاملات سے متعلق خاص قسم کو پانچ فروع میں تقسیم کیا گیا ہے ان میں سے تین کو مدونہ اور دو کو نظام کہا جاتا ہے جو درج ذیل ہیں:

۱- معاملات کے احکام کی تدوین جس کو قانون کی زبان میں سول قانون اور اس کی فروع کا نام دیا جاتا ہے، اور اس بنیاد پر یہ قسم حسب ذیل قانونی فروع پر مشتمل ہوتی ہے سول قانون، تجارتی قانون، سمندری قانون، عملی قانون، اجتماعی انشورنس کا قانون، ہوا بازی کا قانون وعدالتی قانون جس کو بعد میں تیار کیا گیا۔

۲- نکاح وطلاق اور ان کے اقسام، وراثت وصیت اور پرسنل لا (شخصی احوال) کے احکام کی تدوین۔

۳- جرائم اور ان کے اسباب، اجتماعی زجر وتوبیخ (حدود وتعزیر اور جنایات) جو تعزیری قانون میں شامل ہیں۔

۴- یکساں نظام عدل کا وضع کرنا جو کونسل کے ممبر ملکوں میں ان کی ضرورت کے

مطابق ہو۔

۵-کونسل کے ممبر ملکوں میں عدالتوں کے سامنے یکساں نظام اجراء پیش کرنا۔

اور یہ سول وتجارتی مقدمات اور تعزیری قوانین کے مقابلہ میں آتے ہیں۔

دوسرے تیاری اور اس کا طریقہ:

دستور العمل میں عملی منصوبہ کی پانچ بنیادیں قرار دی گئیں کہ بورڈ جو تیاریاں کرے گا ان میں خاص طور سے ان کی پابندی کرے گا لغت، اسلوب، اجمال کی کوشش، اصطلاحات اور حسب ذیل ترتیب۔

۱-پہلا اصول یہ مقرر کیا گیا کہ فصیح عربی لغت میں دستوری لغت ہے۔

۲-اسلوب کے پہلو سے دوسرا اصول یہ مقرر کیا گیا کہ بورڈ وہ اسلوب استعمال کرے گا جو مقصود کو ذہن نشیں کرنے کے لئے آسان ہو کہ تدوین کی عبارت آسان اور واضح ہو ایسی نہ ہو کہ صرف اعلی سطح کے دانشور ہی سمجھ سکیں، ایسے ابہام اور احتمالات سے محفوظ ہو کہ اہل علم کے ذوق پر گراں گذرے اور وہ اس سے اچاٹ ہو جائیں۔

۳-اجمال کے لحاظ سے تیسرا اصول یہ مقرر کیا گیا کہ بورڈ تیاری کے سلسلہ میں میانہ روی اور اجمال کو پیش نظر رکھے، غیر ضروری تفصیل اور طوالت سے بچے گا تا کہ مقصد ذہن نشیں ہو جائے۔

۴-اصطلاحات کے پہلو سے چوتھا اصول یہ مقرر کیا گیا کہ فقہ اسلامی کی اصطلاحات کی پابندی کی جائے گی۔

۵-اور ترتیب کے لحاظ سے پانچواں اصول یہ مقرر کیا گیا کہ عملی تیاری کی ترتیب فقہ اسلامی کی اس ترتیب کے مطابق ہوگی جو اس کی کتابوں اور ابواب میں رکھی جاتی ہے۔

تیسرے: تیاری (حکم شرعی کی تیاری کی کیفیت):

تیاری کا دستور العمل اس طرح مقرر کیا گیا وہ بھرپور اجتماعی جدوجہد سے شرعی حکم کا اس طرح بیان کرنا ہے کہ اس میں مفہوم اور فکر ونظر واضح ہوجائے، اور اس کے لئے خاص طور سے تین اصول مقرر کئے گئے، ترجیح شخصی، اختلافی مسائل اور عصری وجدید مسائل کی نسبت سے فقہی احکام۔

۱-ترجیح شخصی کے لحاظ سے پہلا اصول یہ مقرر کیا گیا، فقہ کے معتبر علماء کے اختلافات سے برآمد ہونے والی شخصی ترجیحات کو ممنوع قرار دینا۔

۲-فقہاء کے درمیان مختلف فیہ مسائل کے تعلق سے دوسرا اصول یہ مقرر کیا گیا کہ اختلافی مسائل میں ایسے اقوال وآراء کی طرف مائل نہ ہوا جائے جس کی کوئی دلیل شرعی موجود نہ ہو اور یہ فقہاء قدیم کے درمیان مختلف آراء میں ترجیح کے لئے ہے۔

۳-فقہی احکام کے سلسلہ میں تیسرا اور آخری اصول یہ مقرر کیا گیا کہ فقہی احکام کی ترتیب میں یہ مجموعہ ان تمام امور پر مشتمل ہو جو دور حاضر میں نئے نئے پیدا ہونے والے مسائل سے متعلق فیصلوں میں اس کے احکام کے تصور کی تکمیل کردے۔

چوتھے: قانون سازی سے متعلق بورڈ کے ارکان کے درمیان اختلافات کو ختم کرنے کے اصول:

دستور العمل میں یہ اصول مقرر کیا گیا کہ سہ رکنی بورڈ کے درمیان اختلافی مسائل ایک الگ دستاویز میں جمع کئے جائیں گے جن کو چھ رکنی بورڈ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور دونوں بورڈ کے تمام ارکان تبادلہ خیال ومشورہ کریں گے اور اس طرح کثرت رائے سے اختلاف کو ختم کیا جائے گا۔

پانچویں: وضاحتی یاددہانی:

اور یہ یعنی تکمیلی دفعہ کی اس طرح اتباع کہ اس میں حسب ذیل امور سے بچا جائے:

جیسا کہ دستور العمل میں کہا گیا جس میں چار امور کو نص قرار دیا گیا ہے اس کا وضاحتی یاددہانی پر مشتمل ہونا بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہے:

۱- اصل مقصود تک پہنچنے کے لئے دلیل شرعی کا بیان مع اس کے اصلی مراجع کے بیان کے۔

۲- ضرورت پڑنے پر وضعی قانون کی اصطلاح کی طرف اشارہ جس کے ذریعہ فقہ اسلامی میں حکم کی وضاحت کردی جائے۔

۳- ضرورت پڑنے پر ابہام اور رکاوٹ کی صورت میں جزئیات کی تطبیق پیدا کرنے والی تفسیر۔

۴- بورڈ کے اختلاف کی صورت میں مخالف نقطہ نظر بیان کیا جائے گا۔

تعاون کونسل کے ممالک کے طرز پر قانون سازی کے دستور العمل پر تبصرہ:

قانون سازی کے لئے عملی خاکہ میں جن بعض اصطلاحات کو استعمال کیا گیا ہے اور جن کو تعاون کونسل کے ملکوں کے وزرائے عدل وانصاف نے پیش کیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بڑی حد تک عمدہ اور بہتر ہیں، جیسے:

۱- قانون کی فروعات کے مقابلہ میں معاملات کی فروعات، بلاشبہ اس کا نطاق التقنین (قانون سازی کا دائرہ) سے تعبیر کرنا زیادہ بہتر اور مناسب ہے۔

۲- تیاری، اس کا تعلق شرعی حکم کے تین اصول کے مطابق تیار کرنے کے طریقہ سے ہے اور وہ ہیں؛ ترجیح شخصی کی ممانعت، ایسے اقوال وآراء کا سہارا لینا جن کی سند شرعی دلیل ہو، دور

حاضر میں سامنے آنے والے نئے نئے مسائل میں فقہی حکم کی ترتیب میں اجتہاد۔

اور شرعی حکم کے مطابق نص کا اصول فقہ اسلامی کی طبیعت خاص اور اس کے سلسلہ میں اقوال و آراء کے تنوع و تعداد کو دیکھتے ہوئے انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، لیکن اس اصول پر عمل کے طریقے مختلف ہوتے ہیں۔

چنانچہ کسی حکم کے بارے میں قانون سازی نہ ہونے کی صورت میں ہم دیکھتے ہیں کہ قاضی اولاً ایسے مصدر کے طور پر عرف عام کی طرف دیکھتا ہے جو مرتبہ کے لحاظ سے قانونی نص سے زیادہ قریب ہو، لہذا قاضی کے لئے لازم ہے کہ نص نہ پائے جانے کی صورت میں عرف عام کا سہارا لے، یہ وہ طریقہ ہے جسے سول قانون سازی میں مصر اور عراق میں اختیار کیا گیا۔

اور ہم بعض دوسری عربی قانون سازی میں دیکھتے ہیں کہ قاضی عرف سے پہلے شریعت اسلامی یا فقہ اسلامی کے بنیادی اصولوں کی طرف توجہ دیتا ہے، یہ طریقہ شام، لیبیا، اور اردن کی قانون سازی میں اختیار کیا گیا ہے۔

جبکہ بعض دوسری قانون سازی میں دیکھتے ہیں کہ قاضی شریعت اسلامی کے اصولوں پر توجہ دیتا ہے پھر اجتماعی عدالت اور عدالتی قواعد کے اصولوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور عرف کو بالکل ہی نظر انداز کر دیتا ہے، جیسا کہ صومالیہ کی سول قانون سازی میں کیا گیا ہے۔

کویت کے سول قانون کو شریعت اسلامی کے احکام کے نفاذ کے سلسلہ میں عمل کے لئے اعلی سطحی مشاورتی کونسل نے ایک اور میانہ روی اختیار کی ہے کہ قاضی پہلے مرحلہ میں اکثر فقہ اسلامی کے احکام کی طرف توجہ دیتا ہے جو ملک کے حالات اور مصلحت کے مطابق ہوتے ہیں، پھر متحدہ عرب امارات کے سول معاملات کے قانون کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے عرف عام کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

لیکن فقہی اختلاف اور فقہ میں آراء کے تنوع و تعدد کی صورت میں قاضی کے لئے کوئی

نقشہ نہیں بنایا گیا ہے جیسا کہ دستور قانون سازی کے اس نقشہ میں کیا گیا ہے جسے خلیج عرب کے ممالک کی تعاون کونسل کے ممالک کے لئے تعاون کونسل کے وزراء عدل وانصاف نے تیار کیا ہے اور جس کو ہماری رائے میں پہلے ہی مرحلہ میں نظر ثانی کی ضرورت یا ان میں خاص امر کے ترجیح شخصی کی ممانعت اور اس امر کا ہے جس کی بنیاد پر دوسری بار اجتہاد کا دروازہ بند کرنے کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے جس کا اس وقت تصور نہیں کیا جا سکتا۔

یہ ایک پہلو ہے اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ دستور قانون سازی کے نقشہ جو اصطلاح ''اعداد'' (تیاری) کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے وہ وہم پیدا کرنے والی اصطلاح ہے، اس لئے کہ واضح اور غیر مبہم قانون کی تیاری میں ہمیشہ غیر مطلوب معنی مراد لے لیے جاتے ہیں اس صورت میں ''قانون سازی کے مصدر'' کی اصطلاح اور بھی زیادہ مشکل ثابت ہوگی۔

۳- تیاری، اسلوب اور لغت: مزید یہ کہ دستور قانون سازی کے نقشہ میں جن خصوصیات اور علامات کا ذکر کیا گیا ہے جو قانون سازی کی لغت اور اس کے اسلوب کے التزام کو متعین کرتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

☆ واضح لغت کا استعمال اور اس میں کسی ابہام کا نہ پایا جانا۔

☆ یہ کہ قانون سازی کے نصوص میں ایک لفظ کو جہاں بھی استعمال کیا جائے اس کا ایک ہی معنی لیا جائے، اس کے سمجھنے میں کوئی ابہام نہ ہو مبالغہ سے اجتناب کیا جائے۔

☆ غیر معروف اور اجنبی کلمات وعبارات استعمال کرنے سے اجتناب۔

☆ ایک نص سے دوسری نص کی طرف رجوع کی کثرت نہ ہونا۔

☆ عدم تناقض کی رعایت۔

☆ تکرار کا نہ ہونا الا یہ کہ کوئی خاص ضرورت فائدہ یا معروف سبب ہو۔

☆ تفصیلات وجزئیات میں داخل نہ ہونا۔

☆تعریفات سے اجتناب الا یہ کہ کوئی ضرورت ہو۔
☆ قانون سازی کے نصوص میں ترتیب اور ربط کی رعایت۔
☆مختصر، متوسط اور طویل جملوں کا استعمال۔
☆ محدود المعنی الفاظ وکلمات سے بچنا۔

۴- وضاحتی یاددہانی، دستور قانون سازی کے نقشہ میں جو کچھ ذکر کیا گیا ہے اس میں حسب ذیل باتوں کا اضافہ کرنا ممکن ہے جو وضاحتی یاددہانی کے ساتھ قانون کو نشر کرتی ہیں۔
قانون سازی کی خصوصیات بالقصد۔
جو موضوعات اس سے متعلق ہوں اور اسباب جو اس کے اجرا کا تقاضا کرتے ہیں۔

ب-وضعی قانون کے ماہرین کے نزدیک دوسرا نمونہ:

وضعی قانون کے ایک ماہر نے قانون سازی کے لئے اسلوب میں ترمیم کی ہے جس کا مقصد یہ ہے:

قانون سازی کے لئے ترمیم شدہ عمل کا اسلوب اے ڈی سلیمان مرقس کے نزدیک:

ڈاکٹر سلیمان مرقس نے تین مراحل کے اسلوب پیش کئے ہیں:

مرحلہ اولی: ترمیم شدہ قانون سازی کے لئے تمہیدی طریقہ وضع کرنا جس میں اس کے مختلف اجزاء کے درمیان ترتیب کا لحاظ رکھا جائے، جس کو اس کے موضوع سے متعلق مختلف اوقات میں کسی ایک یا کئی مخصوص بورڈوں کے سامنے پیش کیا جائے۔

مرحلہ ثانیہ: فقہی قضائی اور تشریعی لحاظ سے قانون کے معاملہ میں مشغول انفرادی یا بورڈ کی شکل میں تمام افراد پر مسودہ کو استفتاء کے لئے پیش کرنا اور ان کے جوابات کو جمع کرنا، بایوں

میں ترتیب دینا، ان کی جانچ پڑتال کرنا اور اس سے اخذ کئے جانے والے مسودہ کو ایڈٹ کرنا۔

مرحلہ ثالثہ: مسودہ کو تنقیح وایڈٹ کرنے کے بعد تنقیح شدہ صورت میں ماہرین کی کونسل میں مسودہ تیار کرنے والوں کی خدمت میں بحث ومباحثہ کے لئے پیش کرنا اور میانہ روی کے ساتھ اس میں جس چیز کو شامل کرنے کی ضرورت محسوس کی جائے اس کو شامل کرنے کے بعد اس کو منظور کرنا۔

پھر تمہیدی مسودہ کی تیاری کے لئے ماہرین کی ذمہ داریاں متعین کرتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

ان کو پہلے سے قانون سازی میں مہارت ہونی چاہئے۔

مختلف عربی سول قوانین کے وسیع معلومات ہوں۔

فقہ اسلامی سے واقفیت ہو۔

تقابلی قوانین اور ہم عصر دوسری اہم سول قانون سازی سے واقفیت ہو۔

تقابلی قانون میں عصری قانون سازی کے دستوروں سے واقفیت ہو۔

امدادی تقاضے۔

لائبریری جوامہات کتب اور مراجع سے لبریز ہو۔

فنی سکریٹریٹ۔

تمہید دستور کی تیاری کے لئے متوقع مدت کا تعین (بحوث وتعلیقات علی الاحکام فی المسئولۃ المدنیۃ، ڈاکٹر سلیمان مرقس/۲۰۶ اور اس کے بعد، موسوعۃ القضاء والفقہ للعدول العربیۃ/ ۵۲ ۳ مطبوعہ الدار العربیہ للموسوعات حسن الفکہانی)۔

ج- جامعہ ازہر میں مجلس تحقیقات اسلامی کا نمونہ:

مجلس تحقیقات کی کمیٹی نے اپنی میٹنگ ۲۷/ میں ۸/ مارچ ۱۹۶۷ء کو اس امر پر اتفاق

کیا کہ ایک ایسے قانون کے دستور کی تیاری کے لئے جس میں سول اور فوجداری وغیرہ امور شامل ہوں، اہم ترین کنونشن نے شریعت اسلامیہ کو قانون سازی کے لئے بنیاد قرار دیتے ہوئے ایک دستور مقرر کرے گا۔

پھر مجلس کی چوتھی کانفرنس منعقدہ ۲۷ ستمبر ۱۹۶۷ء نے یہ سفارش کی:

مجلس تحقیقات اسلامی کا یہ کنونشن فقہ اسلامی اور قانون وضعی کے لوگوں کی ایک کونسل کی تشکیل کی سفارش کرتا ہے جس سے مطالعہ جات اور قانون سازی کو تقویت حاصل ہو اور جس سے اسلامی ممالک میں شریعت اسلامی کے احکام کو اپنے ممالک کے قوانین جیسے تعزیری قوانین، تجارتی قوانین اور بحری قوانین وغیرہ کو اختیار کرنے کا مطالبہ کرنے والوں کے لئے آسانی ہو جائے۔

اسی طرح مجلس تحقیقات کی کمیٹی نے اپنی میٹنگ نمبر ۶۲ منعقدہ ۷ رجنوری ۱۹۸۰ء میں اپنی کونسلوں کے مرحلہ وار پروگراموں پر شریعت اسلامیہ کی قانون سازی کے سلسلہ میں اتفاق کیا اور فقہی تحقیقات کی کونسل کا نقشہ بنانے کی سفارش کی جیسا کہ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو منعقد ہونے والی اپنے بیسویں اجلاس میں تجویز کیا گیا۔

فقہی تحقیقات کونسل نے کئی کنونشن کئے جن میں قانون سازی کے دستور کے سلسلہ میں نقشہ پیش کیا اور اس دستور کے سلسلہ میں کوششیں جاری رکھنے پر اتفاق کیا گیا۔

۱- ان فقہی مذاہب کی تدوین جن پر اسلامی ملکوں میں عمل کیا جاتا ہے اور فوری مرحلہ میں مذاہب اربعہ حنفی، شافعی مالکی اور حنبلی کی تدوین سے آغاز کیا جائے اس طرح کہ ہر مسلک کی الگ تدوین کی جائے اور اس کے احکام کو اس طرح جمع کیا جائے کہ ہر مسلک کی راجح رائے کو درج کیا جائے ساتھ ہی وضاحتی ریمارک بھی منسلک کئے جائیں کہ ان میں دوسری آراء کا تذکرہ کیا جائے، اور اس رائے کا بھی تذکرہ کیا جائے کہ جو عصر حاضر میں نفاذ کے لئے زیادہ

مناسب ہو۔

۲- ہر مذہب کی الگ تدوین سے فراغت کے بعد تمام مذاہب میں قانون مختار پیش کرنے کا عمل شروع کیا جائے اس سلسلہ میں مجلس تحقیقات کے لئے ہر اسلامی ماحول کے لئے ایسا نقشہ پیش کرنا ممکن ہوجائے گا جس کے ذریعہ اس مذہب کو متعین اسلامی قانونی صورت میں مربوط شکل میں پیش کر سکے، اسی طرح مذاہب معمول بہا اور اسلامی قانون مختار کو اس طرح پیش کیا جاسکے گا کہ ماحول کی ضرورتوں اور تقاضوں کو پورا کر سکے۔

شریعت اسلامی کی قانون سازی کے طریق کار کے سلسلہ میں نقطہ ہائے نظر:

اس موضوع سے متعلق مختلف نقطہ ہائے نظر اس کے دلائل واعتراضات اور بنیادی وذیلی اجلاس کے باحث اور روئدادوں کے خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱- ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ جو قانون وضعی شریعت اسلامی کے خلاف نہ ہو اس کی طرف رجوع پر اکتفا کیا جائے اور جو مخالف ہو اس کی اصلاح کر لی جائے اور اس قانون میں جو بات درج نہ ہو اس کا اضافہ کر دیا جائے جس کا کہ شریعت میں حکم دیا گیا ہو۔

اس نقطہ نظر کی بنیاد حسب ذیل ہیں:

الف- اس طریقہ سے مطلوبہ عمل تیز رفتاری کے ساتھ انجام پائے گا۔

ب- یہ کہ بیشتر وضعی قوانین سے شریعت اسلامیہ سے ہی استفادہ کیا گیا ہے اور اختلافات بہت محدود ہیں۔

اس نقطہ نظر سے درج ذیل باتیں ٹکراتی ہیں:

الف- یہ کہ وضعی قوانین کی اصطلاحات معانی کے لحاظ سے شریعت اسلامی کی اصطلاحات سے مختلف ہوتی ہیں خواہ وہ بعض مواقع پر الفاظ میں مطابقت رکھتی ہوں۔

ب- قانون وضعی کوئی بھی ہو خاص عرف خاص ماحول اور خاص فلسفہ سے پیدا ہوتا ہے

اکثر وبیشتر روح اسلامی کے خلاف ہوتا ہے، اس لئے اس کے ظاہر سے جو بات شریعت اسلامی کے مطابق ہواس کو برقرار رکھنے سے لازمی طور پر اس کی وہ روح بھی قائم رہتی ہے جس سے وضعی قانون پیدا ہوا ہے۔

فضیلۃ الشیخ الیس سویلم نے مجلس تحقیقات فقہی کے نویں اجلاس میں اس کی طرف اشارہ کیا تھا ہم ایسا قانون پیش کرنا چاہتے ہیں جس کی روح اور جسم سب کچھ اسلامی ہو۔

اس کی مثال یہ ہے کہ تعزیری قانون کی بعض دفعات اس طریقہ کے مطابق ہوتی ہیں جبکہ اسلام میں تعزیر کا مبدا جس وسعت اور نرم روی کا تقاضا کرتا ہے اس سے بھی اتفاق کرتی ہیں، لیکن جب بھی دیکھتے ہیں کہ یہ وضعی قانون متعین اخلاقی بنیادوں پر قائم ہے جو مغربی معاشرہ میں مختلف زمانوں میں جاری وساری رہے ہیں اور یہ کہ اسلام کے اندر تعزیر کے مبدا کا ان اخلاقی بنیادوں سے مربوط ہونا ضروری ہے جو اسلامی معاشرہ کے ساتھ مخصوص ہیں، اور ثواب وعقاب کے تصور کو پیش نظر رکھتے ہوئے واجب ہو جاتا ہے کہ وضعی فوجداری قانون سے اجتناب کیا جائے اور شریعت اسلامی وفقہ اسلامی کے مطابق اسلامی ہدایات وبنیادوں پر تیار کیا جائے۔

ج- اس طرح یہ رجحان مجلس تحقیقات اس کی کمیٹی اور فقہی تحقیقات کے ادارہ نے اپنی کانفرنس میں جو فیصلہ کیا اس سے بھی مختلف ہے جس میں طے کیا گیا کہ شریعت اسلامی کی قانون سازی میں وضعی قانون سے رجوع نہیں کیا جائے گا۔

اس نقطہ نظر کے مطابق شریعت اسلامیہ کی قانون سازی اس بنیاد پر ہونی چاہئے کہ بنیادی اصول کے مطابق ترتیب دی جائے جو وضعی قانون کی ترتیب اور اس کے ابواب کے مطابق ہو۔

اور اس نقطہ نظر کے مطابق یہ رجحان دور حاضر میں شریعت کے نفاذ کو آسان بنا دیتا ہے اور اس کے ذریعہ مطلوبہ نتیجہ جلدی اخذ کیا جا سکتا ہے۔

یہ نقطہ نظر اس پہلے نقطہ نظر سے ٹکراتا ہے جس میں دونوں طرف کی اصطلاحات کے اختلافات کا ذکر کیا گیا ہے اور ان دونوں کے خاص فلسفہ سے پیدا ہونے کی بات کہی گئی ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ قانون وضعی اس کے اور ایک باب کے تحت جمع شدہ قسم کے معاملات فریقین کے ارادہ معاملہ کرنے اور اس کو ختم کرنے کے سلسلہ میں اپنے نظریہ سے متاثر ہوتے ہیں جبکہ شریعت یہ طریقہ نہیں اپناتی۔

جو لوگ یہ طریقہ اختیار کریں گے وہ سب ترتیب سے قریب ہونے کے امکان سے نہیں بچ سکتے جو یہاں اختیار کی جاتی ہے اور جو ترتیب وہاں اختیار کی جاتی ہے یہ صورتحال عمل کے دوسرے مرحلہ میں پیش آئے گی، جب شریعت اسلامی کی دفعات اس کے مطابق تیار کی جائیں گی تو اس میں خاص اسلامی روح مہیا کی جائے گی۔

۳- اس نقطہ نظر کے مطابق شریعت اسلامی کی قانون سازی شروع سے ہی ایک قانون میں فقہ اسلامی کے مذاہب میں مختار و پسندیدہ ہے۔

اس سے دوسرا نقطہ نظر ٹکراتا ہے کہ:

اولاً مختلف اسلامی فقہی مذاہب میں سے ہر ایک کی علاحدہ قانون سازی کی جائے پھر ایک پسندیدہ و مختار قانون وضع کرنے پر غور کیا جائے۔

پہلے نقطہ نظر کی دلیل یہ ہے کہ:

الف- اس طریقہ سے مطلوبہ عمل تیز رفتاری کے ساتھ انجام پا جائے گا۔

ب- یہ کہ اس طرح متوقع اسلامی وحدت عمل پذیر ہو جائے گی اور مسلمان مذہبی اختلافات کو ترجیح دینے سے رجحان سے بچ جائیں گے۔

ج- یہ کہ فقہ اسلامی کے مذاہب کی تدوین قدیم طریقہ پر ہوتی ہے اور اس میں قانونی دفعات کی صورت کے اظہار کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، سوائے اس کے کہ اس کی عبارتیں ایک

دوسرے سے الگ رکھی گئی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو اس طرح لکھا گیا ہے کہ وہ مستقل ایک دفعہ معلوم ہوتی ہے۔

دوسرے نقطہ نظر کے دلائل یہ ہیں کہ:

الف- تیز رفتاری کا عمل مسلسل جدوجہد اور کام کے ذریعہ انجام پا سکتا ہے۔

ب- مذاہب کے اختلاف کو نہ نظر انداز کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس سے تجاوز کیا جا سکتا ہے اور وحدت اسلامی ان مذاہب کی موجودگی سے اس حد تک متاثر نہیں ہوگا جن کی سند کتاب وسنت سے لی گئی ہے جتنا کہ اندھے تعصب کی وجہ سے متاثر ہوتا ہے۔

ج- ایک ہی پسندیدہ ومختار کافی قانون وضع کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مختلف مذاہب کی بحثوں کو پیش نظر رکھا جائے تاکہ ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دی جا سکے اور کسی ایک کو اختیار کیا جا سکے، اور یہاں سے اولاً مذہب کی ان بحثوں کو پیش نظر رکھنا لازم ہے کہ قانون سازی سے غفلت کی دعوت دینے کا مطلب پایہ تکمیل تک پہنچانے والی جدوجہد کو رائیگاں کر دینے کی دعوت دینا ہے اور ایک پسندیدہ قانون وضع کرنے کی ابتدا کرنے سے پہلے اس کی تدوین کی دعوت دینا اس جدوجہد اس کی تنظیم اور اس کا ان ملکوں کو پیش کرنا جو اس کا مطالبہ کریں اور ایک پسندیدہ قانون تیار کرنے والوں کو پیش کرنا اس کی حفاظت کرنا ہے۔

د- تینوں کی عبارتیں قانون سازی کے مقاصد کو پورا کرنے میں بڑی حد تک ناکام ہیں اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ عبارتیں محض لکھ دینے اور علاحدہ کر دینے سے قانونی امور سے بدل جاتی ہیں ان کے حسب ذیل اسباب ہیں:

ا- متون کی عبارتوں میں ابہام ہوتا ہے یا وہ اس حد تک مختصر ہوتی ہیں کہ شارحین اور اصحاب حواس کے اختلاف کا سبب بن جاتی ہیں اس طرح وہ اس لائق نہیں ہوتیں کہ وضاحت اور ابہام کو دور کرنے سے قبل قانونی دفعہ کی حیثیت اختیار کر سکیں۔

۲- تینوں میں کبھی راجح اور غیر راجح آراء جمع ہو جاتی ہیں اور قانون سازی اس عبارت سے کی جاتی ہے جس کا رجحان واضح ہو۔

۳- تینوں میں کبھی ایسے اقوال پائے جاتے ہیں جسے شارح ان کے مخالف قول کو ترجیح دیتا ہے اور کبھی قانون سازی شارع کے قول کے مطابق ہوتی ہے بلکہ کبھی کبھی ان اقوال کو اختیار کیا جاتا ہے جو حواشی اور تقاریر میں آتے ہیں۔

۴- یہ کہ تینوں کے احکام کا غالب حصہ جزئی ہوتا ہے اور قانون سازی ان کو ایسے قواعد کلیہ بنا دیتی ہے کہ ان کی تطبیق بہت سارے جزئیات پر ہو جاتی ہے۔

۵- یہ کہ متن ایسے احکام تعبدیہ پر مشتمل ہوتی ہیں کہ عام طور سے قاضی کے سامنے فیصلہ کے وقت طے پیش نہیں کی جاتیں اس لئے ان کا قانون کے امور میں ذکر کرنا صحیح نہیں ہوتا۔

۶- یہ کہ متون سے کلام انسانی کے مختلف اسلوب ہوتے ہیں جو ماحول اور زمانہ کے تابع ہوتے ہیں، اس لئے ان کی طرف اس بنیاد پر دیکھا جاتا ہے کہ وہ حد کمال کو پہنچ گئے اور دائمی داخلہ کے مستحق ہو گئے، اپنی طبیعت کے لحاظ سے متفق نہیں ہوتے، ہر نئے زمانہ کے لئے نئے اسلوب کی تیاری کی ضرورت پڑتی ہے جس میں اختصار وطوالت، اجمال وتفصیل، شرح وتمثیل اور تقدیم وتاخیر وغیرہ کلام کے اسلوبوں اور اس کے ابواب کے لحاظ سے رعایت رکھنی پڑتی ہے۔

۷- قانون سازی کا عمل میٹریل کی تیاری پر اکتفا نہیں کرتا کبھی تو اس حد تک پہنچا دیتا ہے کہ کسی شرح یا تفسیر کی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔

اور اخیر میں یہ کہ قانون سازی کا عمل بورڈوں میں اس نقطہ نظر کے مطابق چلا جو فقہی مذاہب کی ایسی علاحدہ قانون سازی کا قائل ہے جو وضعی قانون اور اس کے نظریات کی روح سے کوئی تاثر لینے سے بہت دور ہے جیسا کہ مرحلہ اولی میں اس کو تقریب واختیار کے مراحل قرار دیا جاتا ہے۔

اور کونسل نے موجودہ مرحلہ میں اس دستور کے نقشوں کی تکمیل کے عمل کو بیچ میں ہی روک دیا اور مذاہب کے احکام کے درمیان سے ایک قانون وضع کرلیا اور مجلس نے اس سے متعلق سوالات تیار کئے اور ان میں سے اہم سوالات کو پیش نظر رکھا ہمیں امید ہے کہ وہ اس عمل سے ایسے وقت میں فارغ ہوجائے گی جو اس عمل کی اہمیت کے لحاظ سے قیاس ہوگا۔

دوسرے قانون سازی کی مہارت اور اس کے اکتساب کا پروگرام:

۱-مہارتیں:

☆ اس میں شک نہیں کہ قانون سازی کی مہارتوں سے مراد، کسی چیز میں کمال، یقین اور معرفت تامہ ہوتی ہے اور وہ یہاں قانون سازی کا عمل ہے۔

☆ اور اس میں مہارت سے مراد اس عمل کو کمال اور مہارت کے ساتھ انجام دینے کی قدرت ہونا ہے۔

☆ اور اس سے اس عمل کے لئے لازم کمال اور مہارت کا حاصل کرنا مراد ہے مزید یہ کہ قانون سازی کی مہارت کے لئے مشق، درایت، تجربہ اور کمال کی ضرورت ہوتی ہے، جیسا کہ سابقہ بحثوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ قانون سازی عصر حاضر کی بہت اہم ضرورت ہے۔

اس کی شرعی بنیادیں ہیں جس کا دور حاضر کے بہت سے فقہاء نے اقرار کیا ہے۔

اور یہ کہ مطلوبہ قانون سازی دور حاضر کے تقاضوں حالات اور ماحول میں شریعت اسلامی کے نفاذ کے لئے بڑے بڑے اہم وسائل میں سے ایک ہے اس کے لئے شرعی، فنی اور عملی تقاضے اور خصائص ہیں جن کی رعایت رکھنا واجب ہے۔

۲-قانون سازی کی مہارتیں حاصل کرنے کا پروگرام:

یہ سب باتیں اس امر کا تقاضا کرتی ہیں کہ قانون سازی کے عمل کے لئے ضروری

مہارتوں کے حصول کے کئی پروگرام تیار کئے جائیں ان میں سے اہم پروگرام یہ ہیں:

الف-مطلوبہ قانون سازی کے فروعات کے لئے تصنیف کا پروگرام۔

ب- ان اصولوں اور مصادر کا پروگرام جن سے قانون سازی اپنے احکام میں سند حاصل کرتی ہے۔

ج-اس طریقہ کا پروگرام جس کی قانون سازی کے لئے پابندی کی جاتی ہے۔

د-قانون سازی کی تیاری کے فن کا پروگرام اور احکام فقہیہ کو قانونی نصوص سے بدلنا۔

ہ- قانون سازی کے عمل کے لئے ضروری و مستحکم پروگرام نیز قانون سازی کے لئے مستحکم عملی نظام جیسے نظام اجراء، نظام قضاء، نظام تیاری۔

فصل هشتم:

قانون سازی اوراس کی تصنیف کے سلسلہ میں کی گئی جدوجہد

فقہ اسلامی کی قانون سازی کے لئے جدوجہد کا سلسلہ قدیم، تیز رفتار، ترغیب دینے والا اور مستقل رہا ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے:

اولاً: فکری کوششیں:

(۱) ابن مقفع کی ابوجعفر منصور کے ساتھ کوشش:

ابن مقفع نے خلیفہ ابوجعفر منصور کی خدمت میں ایک رسالہ پیش کیا جس میں لکھا ''جیسا کہ امیر المؤمنین دیکھ رہے ہیں، شہروں اوران کے گردونواح میں ان دونوں مصدروں وغیرہ میں باہم متضاد احکام کی بنیاد پر اختلافات پائے جارہے ہیں، ان کا یہ اختلاف بہت بڑی شکل اختیار کر گیا ہے، اس سے خون خرابہ اوراموال کا خسارہ ہورہا ہے کہ حیرہ میں جان، مال اورعزت وآبرو کو حلال قرار دیئے جارہے ہیں اور وہ دونوں کوفہ میں حرام قرار دیئے جاتے ہیں، اسی طرح کا اختلاف خود کعبہ کے اندر دیکھا جاتا ہے کہ اس کے گوشے میں جو چیز حلال قرار دی جاتی ہے دوسرے گوشہ میں وہی چیز حرام قرار دی جاتی ہے، چنانچہ اگر امیر المومنین چاہیں تو ان فیصلوں اور معاملات کے سلسلہ میں حکم صادر فرمائیں کہ ان سب قضیوں کو ایک کتاب میں جمع کر دیا جائے اس کے ساتھ ہی ہر قضیہ کے سلسلہ میں ایک رائے بھی پیش کر دی جائے جو آنجناب کی نظر میں بہتر ہو اوراس کے خلاف فیصلہ کرنے سے منع کر دیا جائے، اس طرح ایک جامع کتاب ترتیب دیدی جائے، توقع ہے کہ اللہ تعالی ان احکام کو جن میں خطاوصواب سب کچھ ملا ہوا ہے ایک صحیح حکم میں

تبدیل کردے اور توقع کرتے ہیں کہ یہ عمل امیر المومنین کی رائے اور آپ کے بیان کے مطابق اتفاق واتحاد سے زیادہ قریب ہو جائے گا (محمد علی کرد، رسائل البلغاء/ ۱۲۵-۱۲۶)۔

(۲) خلیفہ ابوجعفر کی کوشش امام مالک کے ساتھ:

خلیفہ نے امام مالک سے کہا: اے ابوعبداللہ! اس علم کو مدون کردیجئے اور ایسی کتاب ترتیب دیدیجئے جس میں عبداللہ بن عمرؓ کی سختی وشدتوں سے اجتناب کیا جائے اور عبداللہ بن عباس کی رخصتوں اور ابن مسعود کی شواذ سے بچا جائے اوسط امور کو اختیار کیجئے جن پر ائمہ اور صحابہؓ کا اتفاق ہو، ہم لوگوں کو انشاء اللہ آپ کے علم اور آپ کی کتابوں پر متفق کرلیں گے، ان کو شہروں میں پھیلا دیں گے، اور انہیں پابند کردیں گے کہ ان کے خلاف کوئی کام نہ کریں اور ان سے ہٹ کر کوئی فیصلہ نہ کریں، لیکن امام مالک نے یہ کہتے ہوئے اس کی رائے کو رد کردیا: اللہ تعالیٰ امیر کے ساتھ خیر کا معاملہ فرمائے کہ اہل عراق ہمارے علم سے مطمئن نہیں ہوں گے اور وہ اپنے علم کے مقابلہ میں ہماری رائے کو وزن نہیں دیں گے۔

خلیفہ نے کہا: ان کو اس کا پابند بنایا جائے گا ان کی گردنوں پر تلوار چلائی جائے گی اور کوڑوں کے ذریعہ ان کی کمر کی کھال ادھیڑ دی جائے گی، اس طرح اس پر عمل کو لازمی قرار دیدیا جائے گا (ابن قتیبہ الامام والسیاسۃ ۲/ ۲۴۸)۔

لیکن امام مالک نے اس امر پر خلیفہ سے اتفاق نہیں کیا، اور فرمایا: اے امیر المومنین ایسا نہ کیجئے لوگوں کے اقوال وآراء پھیل چکے ہیں انہوں نے حدیثیں سنی ہیں اور ہر قوم کو جو کچھ پہنچا ہے اس نے اس سے مسائل کا استنباط کرلیا ہے، لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے کہ ہر شہر وملک میں اپنے لئے جو بہتر سمجھیں اس کا فیصلہ کریں۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب شہروں اور ملکوں میں پھیل گئے ہیں اب ہر قوم کے پاس ان کا اپنا علم ہے ایسے میں اگر آپ لوگوں

کوایک رائے کا پابند بنائیں گے تو فتنہ برپا ہو جائے گا (المیزان الشعرانی ۱/ ۳۰، اس کی طرف ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے اشارہ کیا ہے، حوالہ مذکورہ بالا/ ۲۷۴)۔

منصور نے اس رائے کو تسلیم کرلیا اور اپنی رائے ترک کردی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ رشید اور امام مالک کا قصہ ہے (ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں ممکن ہے کہ یہ معاملہ دونوں خلیفوں کے ساتھ پیش آیا ہو)۔

(۳) دوسرے ملکوں کی کوششیں:

مصر، لیبیا، سعودی عرب اور تونس میں حسب ذیل کوششیں ہوئیں:

مصر میں: قدری پاشا نے درج ذیل کوششیں کیں:

- شرعی امور میں کتاب مرشد الحیران إلی معرفة أحوال الإنسان جو نئے قوانین کے نمونہ کے مطابق ہے۔
- کتاب الاحکام الشرعیہ فی الاحوال الشخصیہ۔
- اوقاف کے مشکل مسائل کا فیصلہ کرنے کے لئے عدل وانصاف کا قانون۔

اور لیبیا میں: مرحوم شیخ محمد محمد عامر نے مالی معاملات میں فقہ مالکی کے مذہب کے قواعد کو قانونی شکل میں ترتیب دینے کی کوشش کی اور اس کا عنوان ''ملخص الاحکام الشرعیہ علی المعتمد من مذہب المالکیة مقرر کیا۔

اور سعودی عرب میں مرحوم شیخ احمد القاری نے مجلّہ احکام شرعیہ میں مالی معاملات میں حنبلی مذہب کے فقہ کو ترتیب دیا۔

اور تونس میں اٹلی کے مستشرق سائنتیلانا (Sattilana) نے ایک مسودہ تیار کیا جسے انہوں نے ''مجلة الالتزامات والعقود التونسية من الشريعة الاسلامية'' ۱۸۹۶ اور ۱۹۰۶ء کے درمیان پیش کیا۔

۴-عصری فقہی مطالعات میں ماہرین قانون نے جو کچھ ترتیب دیا:

- قانون دستوری میں جیسے ڈاکٹر عبدالحمید اور اے ڈی محمد عزہ دروزہ۔
- قانون اداریہ میں جیسے ڈاکٹر ثروت بدوی اور ڈاکٹر سلیمان الطماوی۔
- فوجداری قانون میں جیسے ڈاکٹر مامون سلامۃ اور ڈاکٹر محمود نجیب حسنی۔

۵-سعودی عرب میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں:

☆ جامع ملک سعود کے کلیۃ العلوم الاداریہ میں قانون کے لئے شعبہ۔

☆ شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی کے کلیۃ اقتصاد و ادارہ میں شعبہ نظم۔

☆ یہاں کمپنیوں کا نظام تجارتی محکمہ کا نظام اور موسسۃ النقد عربی سعودی کا نظام پایا جاتا ہے۔

دوسرے بعض عربی اسلامی ممالک کے لئے قانون سازی سے متعلق سرۃ الدستاویزی میں دلیل موجود ہے:

اسلام مملکت کا دین ہے اور شریعت قانون سازی کے لئے بنیادی ماخذ ہے:

فقہ اسلامی کے احکام کے لئے قانون سازی کا عمل اب اپنی سرکاری دستاویز اور دستوروں میں پاتے ہیں کہ اسلام مملکت کا دین ہے اور یہ کہ شریعت اسلامی قانون سازی کے لئے بنیادی ماخذ ہے۔

اس طرح یہ امر مسلم ہے جس پر سب کا اتفاق ہے اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ لازمی طور پر اسلام میں دین و ریاست دونوں شامل ہیں، اور اسی لئے نصاری کے برعکس دین اور ریاست کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں ہے اس کے برعکس نصرانی دین اور ریاست یعنی پوپ اور قیصر

کے درمیان فاصلہ رکھتے ہیں۔

چنانچہ مرقس کی انجیل میں آیا ہے (آیت ۱۷، الاصحاح ۱۲، متّیٰ ۲۱-۲۲) جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دیدو اور جو اللہ کا ہے وہ اللہ کو دو۔

اور لوقا کی انجیل میں ہے (آیت ۱۳ تا ۱۵، اصحاح ۱۲) مجمع میں سے ایک شخص نے ان سے کہا، اے معلم سکھانے والے میرے میاں سے کہو کہ میراث تقسیم کر کے میرا حصہ دیدے، اس نے کہا اے انسان تم میں سے کوئی مجھے قاضی یا فیصلہ کرنے والا تسلیم کرتا ہے اور ان سے کہا: دھیان سے دیکھو اور لالچ سے خود کو بچاؤ۔

عربی دستور اور دین وریاست کے درمیان فرق نہ ہونا:

۱- کویت کا دستور اپنے آرٹیکل ۲ میں کہتا ہے کہ اسلامی ریاست اور اسلامی شریعت کا دین قانون سازی کے لئے بنیادی ماخذ ہے۔

۲- اور مصر کا دستور اپنے آرٹیکل ۲ میں وضاحت کے ساتھ کہتا ہے کہ ریاست کا سرکاری دین اسلام ہے اور شریعت اسلامی کے مراجع قانون سازی کے لئے بنیادی ماخذ ہیں۔

۳-سوڈان کے آئین نے شریعت اسلامیہ کو ریاست کے قوانین کے لئے بنیادی ماخذ قرار دیا ہے۔

۴- اور شام کا دستور اپنے آرٹیکل ۲ میں صراحت کرتا ہے کہ فقہ اسلامی قانون سازی کے لئے بنیادی ماخذ ہے۔

اور قانون سازی کے لئے شریعت اسلامیہ اور فقہ اسلامی کے ماخذ ہونے کا مطلب شریعت اور فقہ کے احکام کی تدوین اور ان کا قانونی یا قوانین کی شکل میں پیش کرنا ہے۔

۵-فروری ۱۹۸۱ء میں یمن کی راجدھانی صنعا میں منعقد عرب ممالک کے وزراء عدل کی کانفرنس میں صنعا اعلامیہ جاری ہوا جس میں شریعت اسلامی کو عرب ممالک کے قوانین اور

سول وتجارتی وفوجداری قانون سازی کے لئے واحد بنیادی ماخذ قرار دیا گیا۔

۲- دسمبر ۱۹۸۲ء میں خلیج عرب کی تعاون کونسل کے ملکوں کے وزراء نے عدل کے پہلے اجتماع میں حسب ذیل فیصلہ کیا گیا:

الف- ممالک کی کونسل میں قضا کی بنیادوں اور قانون سازی کے ماخذوں کے سلسلہ میں ممبر ممالک نے اس امر پر اتفاق کیا کہ ماخذ صرف شریعت ہے۔

ب- خلیج عرب کے ملکوں کی تعاون کونسل کے لئے بنیادی نظام کے چوتھے آرٹیکل (چوتھے آرٹیکل میں کہا گیا ہے کہ تعاون اساسی کی مجلس کے مقاصد میں، یہ باتیں شامل ہوں گی، تشریعی وادارتی امور میں مختلف میدانوں میں نظاموں کو پیش کرنا) میں جو کچھ آیا ہے اس سے مطابقت کرتے ہوئے ممبر ممالک کے ماہرین کونسل کی تشکیل پر اتفاق کیا گیا۔ جس کے ذریعہ شریعت اسلامیہ کے احکام کی قانون سازی کے امکان کے مطالعہ کے لئے حسب ذیل امور کے سلسلہ میں ایک کانفرنس کی جائے۔

سول قانون، تجارتی قانون اور فوجداری قوانین وغیرہ۔

اور ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۹۸۴ء میں وزرائے عدل کے دوسرے اجلاس میں یہ طے پایا کہ شریعت اسلامیہ کے احکام کی قانون سازی کے لئے ماہرین کا ایک کنونشن کیا جائے۔

۳- فقہ اسلامی کی کونسل کے بنیادی نظام کے آرٹیکل میں کہا گیا ہے کہ کونسل اپنے مقاصد کے حصول کے سلسلہ میں حتی الامکان تمام وسائل کو استعمال کرے گا (ربیع الاول ۱۴۰۱ھ مطابق جنوری ۱۹۸۱ء میں تیسری اسلامی سربراہ کانفرنس نے جو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوئی تھی قرارداد ۱۸ ۳ پاس کی کہ فقہ اسلامی کونسل کے نام سے ایک کونسل قائم کی جائے جس میں عالم اسلام کے مختلف خطوں اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے فقہ ثقافت اور اقتصادیات کے مختلف میدانوں کا علم رکھنے والے فقہاء علماء دانشوران اور مفکرین شامل ہوں گے تا کہ دور حاضر کی زندگی کے مسائل کا مطالعہ کریں اور اجتہاد کریں جن کے ذریعہ فکر اسلامی کی روشنی میں ان مشکلات کا حل تلاش کیا جاسکے اور وراثت اسلامی کے تابع ان کا حل پیش کیا جاسکے) ان مقاصد میں یہ بات بھی شامل ہے:

- فقہ اسلامی کی قانون سازی ماہرین کے کنونشن کے مطابق۔

تیسرے ایسی قانون سازی جس میں کلی طور پر یا غالب طور پر فقہ اسلامی سے مدد لی گئی ہو اور جو عملاً مطابقت رکھتی ہو:

عملاً کئی ایسی قانون سازیاں کی گئیں ہیں جن میں کلی طور پر یا غالب طور پر فقہ اسلامی سے مدد لی گئی۔

۱- مجلۃ الاحکام العدلیہ وقانون العائلۃ العثمانی۔

اس مجلس نے سول معاملات میں نئے دور میں حنفی مذہب کے مطابق فقہ اسلامی کے لئے پہلی قانون کی کتاب کو مرتب کیا تھا جس کو خلافت عثمانیہ نے ۱۲۸۶ء اور ۱۲۹۳ء مطابق ۱۸۶۹ء کے درمیان ۱۸۵۱ دفعات کی شکل میں جاری کیا تھا اور فقہی ابواب کے طور پر ترتیب دیا تھا اور جو بعض عرب ممالک میں بیسویں صدی کے وسط تک نافذ رہا۔

۲- اسی طرح خلافت عثمانیہ نے ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں قانون العائلۃ العثمانی بھی جاری کیا۔

۳- سول قانون عراقی ۱۹۵۱ء میں ۱۳۷۳ دفعات پر مشتمل جاری کیا گیا اس کے ایک ماخذ کے طور پر فقہ اسلامی پر اعتماد کیا گیا تھا۔

۴- سول قانون اردن ۱۹۷۶ء میں ۱۴۴۹ دفعات پر مشتمل جاری کیا گیا جس کے ماخذ کے طور پر فقہ اسلامی پر اعتماد کیا گیا۔

۵- شہری کویتی قانون ۱۹۸۰ء میں ۱۰۸۲ دفعات پر مشتمل اور جس کی تنقیح بھی کویت کے دیوان امیری میں شریعت اسلامیہ کے احکام کے نفاذ کی تکمیل پر اعلی سطحی مشاورتی کونسل کی معرفت سے شریعت اسلامیہ کے احکام کے مطابق ہوئی اور اس اصطلاح سے ۱۹۹۶ء میں قانون ۱۵ صادر ہوا جس میں ۱۹۸۰ء قانون نمبر ۶۷ کے بعض احکام کی تعدیل کی گئی تھی۔

۶ - سوڈان میں ۱۹۸۳ء میں قانونی معاملات سوڈان جاری ہوا۔ ۱۹۸۳ میں ہی سوڈانی فوجداری قانون جاری ہوا یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ سوڈان اپنی تمام قانون سازیوں میں شریعت اسلامیہ کے احکام کے جس مطابقت کا مشاہدہ کرتا ہے اس میں یہ تبدیل شامل ہے۔

۷ - اور لیبیا میں قانون نمبر ۱۴۸ سن ۱۹۷۲ء میں چوری کرنے اور مال چھیننے پر حد قائم کرنے کے سلسلہ میں جاری کیا گیا۔

- قانون نمبر ۷۰ سن ۱۹۷۳ء میں زنا کی حد قائم کرنے کے سلسلہ میں جاری ہوا۔
- قانون نمبر ۵۲ حد قذف قائم کرنے کے سلسلہ میں ۱۹۷۴ء میں جاری ہوا۔
- قانون نمبر ۸۹ شراب کو حرام قرار دینے اور شراب پینے کی حد کے سلسلہ میں ۱۹۷۴ء میں جاری ہوا۔
- قانون زکوۃ بھی جاری ہوا۔

۸ - اسی طرح شام، مصر، عراق، اردن، مغرب، کویت اور سوڈان میں سے ہر ایک میں فقہ اسلامی کے احکام سے مدد لینے والے شخصی احوال کے قانون جاری ہوئے۔

۹ - اور متحدہ عرب امارات میں ۱۹۸۵ میں شہری معاملات کا قانون جاری ہوا جو ۱۵۲۸ دفعات پر مشتمل ہے اس کے ماخذ کے سلسلہ میں فقہ اسلامی پر اعتماد کیا گیا۔

کمپنیوں کا قانون ۱۹۸۴ میں جاری ہوا۔

۱۰ - سعودی عرب میں تین عدالتی نظام جاری ہوئے۔

- شرعی مرافعات کا نظام۔
- جزا کے اجرا کا نظام۔
- نظام دفاع یا وکالت۔

۱۱ - یمن میں۔

- ۱۹۷۹ء میں تجارتی قانون نمبر ۳۹ جاری ہوا۔
- شہری قانون کی دو کتابیں نمبر ۱۰ اور ۱۱ اول وثانی ۱۹۷۹ء میں جاری ہوئیں۔
- قانون نمبر ۹۰ شرعی اثبات کے قانون کے سلسلہ میں ۱۹۷۶ میں طے کیا گیا۔
- قانون مرافعات نمبر ۴۲، ۱۹۸۱ء میں جاری ہوا۔

چوتھے: فقہ اسلامی کے احکام سے مدد لے کر تیار کئے گئے قوانین کے مسودہ کی تیاری:

۱-مجلس تحقیقات اسلامی کا منصوبہ مصر کے جامعہ ازہر میں چاروں مذاہب سے متعلق معاملات کی قانون سازی کے لئے تیار کیا گیا اور اسی طرح شرعی حدود کے قانون کا منصوبہ بنایا گیا۔

۲-مصر میں کئی قوانین کے منصوبے تیار کئے گئے جن میں فقہ اسلامی سے مدد لی گئی۔

- شہری معاملات ۱۰۴۴ دفعات میں۔
- اثبات ۱۸۲ دفعات میں۔
- عقوبات ۶۳۵ دفعات میں۔
- تجارت ۷۷۲ دفعات میں۔
- بحری ۴۴۳ دفعات میں۔
- تقاضی ۵۱۳ دفعات میں۔
- اجتماعی انشورنس اور اجتماعی ضمانت۔

۳-متحدہ عرب امارات میں قوانین کے کئی منصوبے ۱۹۸۰ء کے بعد سے تیار کئے گئے جن میں فقہ اسلامی سے مدد لی گئی۔

- فواجداری شہری اور تجارتی قوانین کا اجراء۔
- عقوبات۔

- احوال شخصیہ۔
- عمل۔
- تجارتی۔

۴-یمن میں قانون جزا کا منصوبہ تیار کیا گیا۔

۵-الجزائر میں احوال شخصیہ کے لئے قانون تیار کیا گیا۔

۶-لیبیا میں احوال شخصیہ کے لئے قانون کا منصوبہ بنایا گیا۔

۷-جامعہ ممالک عربیہ میں امانت عامہ نے مالی عربی معاملات کے قانون کا منصوبہ ۱۳۱۵ دفعات میں تیار کیا گیا اس کے ماخذ کے سلسلہ میں فقہ اسلامی پر بھروسہ کیا گیا۔

فصل نہم:

عصری قوانین کے علم میں فقہ اسلامی کا مقام ومرتبہ اور اس کے احکام کی تدوین کے تقاضے

اس بحث کی یہ اختتامی فصل جو فقہ اسلامی کے احکام کو قانونی نص میں بدلنے سے متعلق ہے چند بنیادی مسائل پر مشتمل ہے۔

اولاً وہ مقام جو دور حاضر کے عالمی علم قانون میں فقہ اسلامی کو دینا ضروری ہے اور اس کے لئے علماء و ماہرین کو جو تگ ودو اور جدوجہد کرنی لازم ہے۔

دوسرے: عصری قانون سے تفصیل کے ساتھ نمونہ کے طور پر عملی مثالیں لی جاتیں اور فقہ اسلامی میں ذاتی توجہ سے پیش کی جاتیں کہ حالیہ معمول بہ شہری مصری قانون کی سطح پر عربی یونیورسٹیوں میں شہری قانون پیش کرنے کے لئے کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے بہتر تصانیف تیار کی جاتیں۔

تیسرے: قانون سازی کے عمل میں متوقع نشاۃ کے تقاضے جیسا کہ وضعی قانون کے ماہرین میں سے ایک اہم شخصیت نے کہا ہے۔

وہ مقام جو دور حاضر کے علم قانون میں فقہ اسلامی کو دینے کی ضرورت ہے:

قاہرہ یونیورسٹی کے کلیۃ الحقوق میں شہری قانون کے شعبہ کے سربراہ ڈاکٹر سلیمان کہتے ہیں:

دور حاضر کے علم قانون میں شریعت اسلامی کے فقہ کو جو مقام حاصل ہے آج کوئی بھی

شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ شریعت اسلامیہ کے فقہ کے لئے اس مقام ومرتبہ کا طویل زمانہ سے قانون کے علماء ومشاہیر کی ایک بڑی تعداد اعتراف کرتی آرہی ہے۔ جن میں لامبیر، ویلغیکو اور جمور جیسی شخصیات شامل ہیں اس کا اعتراف اس قرارداد میں بھی کیا گیا جو عصری قانون کے لئے پہلی بین الاقوامی کانفرنس نے جاری کی جو جولائی میں ۱۹۳۲ میں منعقد ہوئی تھی جیسا کہ عصری قانون ماخذ کے طور پر خاص مرکز قرار دیا گیا۔ فقہ اسلامیہ کے ہمارے مطالعہ میں ضروری ہے کہ ہم اس فقہ کو خود مسلمانوں کی طرح غیر مسلموں پر بھی نفاذ کے قابل بنائیں۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ فقہ اسلامی کے قواعد کی رو سے دینی رنگ میں رنگے ہوئے قواعد اور ان قواعد کے درمیان فرق کریں جنہیں حتمی طور پر قانونی قواعد قرار دیا جاتا ہے... اور دوسرے وہی ہے جس سے قانونی نظام اس کلمہ کے اس معنی میں تیار ہوتا ہے کہ تمام اہل وطن پر خواہ وہ مسلم ہوں کہ غیر مسلم اس کا نفاذ لازم ہوتا ہے، اور ہم نے شہری قانون کی تنقیح کے لئے تیاری کے مرحلہ کے شروع میں ہی بیان کر دیا تھا کہ اس تنقیح کے اجراء کے لئے تمثیلی طریقہ وہ ہے جو ہمارے ملکی قانون کی وراثت میں فقہ اسلامی کی بھلائی پائی جانے اور عصری قانون کا مطالعہ اس میں خیر کو زیادہ کر دے (بحوث وتعلیقات علی الاحکام فی المسئولیۃ المدنیۃ موسوعۃ القضاء والفقہ للدول العربیہ/ ۶۵۰ مطبوعہ ۱۹۸۷ء)۔

دوسرے- الف: حالیہ مصری شہری قانون سازی اور ذاتی توجہ سے فقہ اسلامی کا اختیار کرنا، نیز عرب ممالک کے قوانین میں اس کو موثر بنانا:

اس کے ماخذ شریعت اسلامی کا فقہ اور عصری قوانین کے مطالعہ جات تھے، یہ عام طور پر قضا کے احکام سے یا شریعت اسلامیہ سے مقررہ قاعدہ اخذ کرتے ہیں پھر اکثر صیغوں کے بارے میں شرعی طریقہ کے مطابق تحقیق کرتے ہیں، قانون سازی کرنے والوں نے فقہ اسلامی سے بہت زیادہ مدد لی ہے اور بڑی حد تک اس سے رہنمائی حاصل کی ہے۔

مصری شہری قانون سازی نے فقہ اسلامی کے بعض احکام سے مدد لیتے ہوئے اتنا ذخیرہ جمع کیا کہ شریعت اسلامی کے اصول اس کے ماخذ تصور کئے جاتے ہیں کہ اس میں شریعت اور عرف کے احکام شامل ہیں البتہ طبعی قانون اور عدالتی قواعد سبقت لے گئے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ فقہ اسلامی پر اس قدر اعتماد کرنا کہ وہ ماخذ تصور کئے جانے لگیں مصری شہری قانون کے لئے ایک عملی احتیاطی صورت ہے اس قانون سے شام نے فائدہ اٹھاتے ہوئے قانون سازی کی ہے۔

اسی طرح عراق نے اپنا شہری قانون مصری شہری قانون کے طرز پر بنایا اگرچہ اس نے شریعت اسلامیہ سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔

☆ مصر میں شہری قانون سازی کی تاریخ میں ایک سرسری نظر ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے اس نے ۱۸۷۵ میں عدالتی نظام قائم کرتے ہوئے پہلا شہری قانون بنایا جو فرانسیسی قانون سے نقل کیا گیا البتہ تھوڑے سے نصوص شریعت اسلامیہ کے بعض احکام سے بھی لئے گئے جیسے احکام اللہو والسفل (دفعات ۵۵-۵۸) مشترک دیوار کے احکام (دفعات ۵۹-۶۰) احکام شفعہ واحکام خاصہ بخیار الرویۃ (دفعات ۳۱۶ تا ۳۲۳) احکام بیع المریض مرض الموت (دفعات ۳۲۰-۳۳۳) اور ضمان عیوب خفیہ (دفعات ۳۹۰ تا ۳۹۳)۔

☆ اس کے بعد شہری اہلی قانون ۱۸۸۳ میں اہلی معاملات کے تعلق سے بنا جو دو اہل وطن کے درمیان ہوں یا ان کے اور اجنبیوں کے درمیان ہوں، اس کے لئے شہری قانون سازی کا اس نقشہ کی پیروی کی گئی جس میں شریعت اسلامیہ سے کچھ احکام لئے گئے۔

☆ پھر ایسی تنقیح کی ضرورت پیش آئی جس میں شہری اور اہلی دونوں قانون شامل ہیں کہ اس کے بعد سیاسی حالات بہت کچھ بدل گئے تھے یہاں تک کہ موجودہ شہری قانون بنا جو ۱۶ جولائی ۱۹۴۸ کو جاری ہوا اور ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو اس پر عمل شروع ہوا اس کے تین ماخذ ہیں

سابق مصری شہری قانون۔

- جدید مغربی قوانین۔
- فقہ اسلامی جو قدیم قانون سے محفوظ رہ گیا تھا اور جو اس فقہ پر مشتمل ہے اس کے بعد اس میں دوسرے احکام کا اضافہ کیا گیا اور ان سے مدد لی گئی۔
- مثلاً احکام مجلس عقد۔
- وقف اور اسٹاک۔
- قرض سے سبکدوشی۔

اور عراق میں جب مجلّہ احکام العدلیہ پر عمل کا فیصلہ کیا گیا تو نیا شہری قانون جاری کیا گیا، عراق شہری قانون کو اختیار کرنے کے اسباب کے بارے میں کہا گیا ہے کہ فیصلہ کیا گیا ایسا مسودہ تیار کیا جائے جو عرب مما لک میں شہری قانون سازی کے لئے مثالی حیثیت رکھتا ہے کہ اس طرح ترتیب دیا جائے کہ اس میں شریعت اسلامیہ سے بھی قواعد نقل کئے جائیں اور مغربی قوانین سے بھی اس طرح ان دونوں ماخذوں سے استفادہ کیا جائے تاکہ عصری مسائل کا بھی سامنا کر سکے اور فقہ اسلامی سے بھی استفادہ کیا جائے۔

ب- جامعہ عربیہ کے مما لک کے لئے ایسی کمی وکیفی تصنیف کہ اس میں شہری قانون پیش کیا جا سکے اور فقہ اسلامی کے احکام کے اثرات کو بڑھایا جائے:

ڈاکٹر سلیمان مرقس نے جامعہ عربیہ کے مما لک کے لئے ایک ایسی تصنیف جاری کی جس میں شہری قانون مجموعہ کی شکل میں پیش کئے گئے ان میں اہم مجموعے حسب ذیل ہیں:

☆ پہلا مجموعہ: یہ ان ملکوں پر مشتمل ہے جن کے پاس تحریری شکل میں شہری قانون نہیں تھا یعنی سعودی عرب اور یہ فقہ اسلامی کا حنبلی مذہب کے مطابق ہے۔

☆ دوسرا مجموعہ: اس میں ان ملکوں کو شامل کیا گیا جو معاملات کے میدان میں شریعت

اسلامیہ سے مطابقت رکھتے ہیں یہ حنفی مذہب کے مطابق مجلۃ الاحکام العدلیہ کے نام سے ہے۔

پھر دولت عثمانیہ نے اس سلسلہ کو آگے بڑھایا اور بہت سی مملکتوں نے فرانسیسی یا مغربی شہری قانون سے مطابقت رکھنے والا نیا سول قانون اختیار کیا البتہ عام طور سے اس میں اور فقہ اسلامی کے احکام میں رہنمائی کا فرق کیا گیا۔ یہ مجموعہ کئی حصوں میں ہے:

- اکثر مملکتوں نے فرانسیسی شہری قانون سے رہنمائی حاصل کی جبکہ تھوڑا سا حصہ فقہ اسلامی کے احکام سے بھی لیا، ایسا الجزائر اور لبنان میں ہوا۔
- دوسری وہ مملکت ہیں جنہوں نے مغربی قوانین میں سے شہری فرانسیسی قانون سے رہنمائی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ ان سب میں سے ہی کچھ نہ کچھ اختیار کیا جائے اور اس کو اتنا زیادہ کر دیا جتنا کہ فقہ اسلامی سے لیا گیا تھا، یہ مما لک تونس، مراکش، مصر اور لیبیا ہیں۔
- وہ مملکتیں جنہوں نے فقہ اسلامی سے جو کچھ لیا اتنا ہی مغربی قانون نے شہری قانون بنانے میں رہنمائی حاصل کی یہ مملکتیں مصر اور عراق ہیں۔
- الجزائر میں فرانس نے اپنا سول قانون ۱۸۳۰ء میں نافذ کیا۔
- اور لبنان میں معاملات کے مسائل میں شریعت اسلامیہ معمول بہا رہی حتی کہ مارچ ۱۹۳۲ء میں قانون موجبات وعقود جاری ہوا اور اس پر عمل ۱۱/اکتوبر ۱۹۳۴ء سے شروع ہوا جب فرانس نے اس پر اپنا تسلط قائم کرلیا۔
- تونس میں گذشتہ صدی کے آغاز تک شریعت اسلامی پر عمل جاری تھا اور ۱۹۰۱ء سے ۱۵ دسمبر ۱۹۰۶ تک جب التزامات اور عقود کا قانون جاری ہوا اور کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ شریعت اسلامیہ کے احکام کے درمیان مطابقت پیدا کی جائے۔
- اور مراکش میں ۱۹۱۲ء کے اعلان کے بعد ۱۲/اگست ۱۹۱۳ء کو نیا قانون جاری ہوا جو

تونس کے قانون التزامات وعقود سے ماخوذ ہےاس پر ۱۵ر اکتوبر ۱۹۱۳ءکوشروع ہوا، اس کے احکام کے سلسلہ میں شریعت اسلامیہ سے رجوع کیا گیا چنانچہ طینی اور جرمنی دونوں نظاموں کو یکجا مرتب کیا گیا ساتھ ہی شریعت اسلامی کے حدود کی بھی پابندی کی گئی۔

قول خالص جیسا کہ ڈاکٹر سلیمان مرقس نے کہا ہے:

اس میں شک نہیں کہ یہ فقہ ایک ماخذ بن گیا ہے، حیات وحرکت کا فائدہ پہنچاتا ہے اس لائق ہے کہ قانون سازی کی بہتر طور پر صرف اس کے اوپر بنیاد رکھی جائے اگر چہ محض تمنا ہی ہو کہ جس سے دور حاضر میں دلوں کے اندر جوش پیدا ہو مگر یہ مسودہ اس تمنا کی تحقیق کے لئے بہتر وسائل پیدا کردے، اور اکثر احکام مختلف مذاہب میں فقہ اسلامی سے اس طرح نکلے ہیں کہ کسی متعین مذہب کی تقلید نہ کی جائے۔

اور مرحوم ڈاکٹر السنہوری نے کہا ہے جنہوں نے کہ عراقی قانون کا مسودہ تیار کرنے میں بڑی حد تک حصہ لیا کہ جدید شہری قانون سازی کی تاریخ میں نیا عراقی قانون ایک بہت اہم تجربہ ہے کہ شریعت اسلامی پر ماضی میں ایک طویل مدت تک جمود طاری رہا، اجتہاد کے دروازے بند رہے، چنانچہ شریعت قدیم رومی طرز کا قانون بن کر رہ گئی اس پر صرف پہلے مرحلہ میں ہی اصلاح کی ہوا چلی، جب مرشد الحیوان اور مجلّہ میں مغربی قانون سازی کے طرز پر اس کے احکام کی شرعی نصوص کے مطابق قانون سازی ہوئی، اور اب ہم دوسرے مرحلہ میں ہیں جس میں نئے عراقی قانون کی لائن تیار ہوئی ہے، اور فقہ اسلامی سے ماخوذ ان احکام کو مغربی قوانین کے نصوص کے طور پر پیش کیا ہے، اس سے فقہ اسلامی اور مغربی قوانین ایک مقام پر جمع ہوتے ہیں، ان عوامل کو قریب کرنے سے فقہ اسلامی کی نشاۃ تیسرے اور آخری مرحلہ میں اس کے نتائج اخذ کئے جائیں اور ایسا طریقہ طے کیا جائے کہ یہ فقہ نئے سول وٹریڈ احکام کا ماخذ بن جائے اور نئے

نئے بہت سے قوانین سامنے آئیں اور ترقی کریں۔

جب پوری دنیا ایک مکمل اکائی کی حیثیت اختیار کر چکی ہے ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔

فقہ اسلامی موجودہ عربی تاریخ سے مربوط ہے وہ قانونی بنیادوں پر آگے بڑھا حتی کہ چوتھائی یورپ اور اقصائے ایشیا تک پھیل گیا، یہ قانون عرب ممالک میں ماضی قریب تک عام طور پر رائج تھا بلکہ بعض ممالک میں تو آج تک زندہ ہے، اصل معاملہ جو اس کو ان ملکوں میں مشترک کر دیتا ہے اس کی تحقیق واتحاد کے لئے کامیاب وسیلہ ہے مزید یہ کہ یہ اس کو ایسی بلندیوں پر پہنچاتا ہے کہ یہ دین اسلامی کی بنیادوں پر قائم ہوتا ہے، یہ لوگوں کے اخلاق اور ان کے مزاجوں سے مطابقت رکھتا ہے کہ ان کے معاملات کے احکام کی قانون سازی کے لئے اس پر اعتبار کیا جاتا ہے، مزید یہ کہ یہ فقہ اللہ کے فضل اور اس کے قابل قدر مجتہدین کی کوششوں سے باریک بینی، دقت نظر اور نظم کے احکام کے لحاظ سے ایسے بلند مقام پر پہنچ گیا ہے کہ بے شمار مسائل کے حل اس نے پیش کر دیئے ہیں جس کا مغربی ماہرین قانون اپنی قومی و بین الاقوامی کانفرنسوں میں اعتراف کرتے ہیں۔

تیسرے عصری قانون کے ماہر ڈاکٹر السنہوری کے نزدیک قانون سازی کے تقاضے:

ڈاکٹر سنہوری نے فقہ اسلامی کے احکام کی قانون سازی کے تقاضے اس طرح بیان کئے ہیں:

ا- فقہ اسلامی کی نشاۃ کا باریک بینی سے مطالعہ کرنا اور یہ دیکھنا کہ ماہ وسال اس پر سے کس طرح گذرے، اس کا طریقہ کیا رہا خاص طور سے مذاہب کبری، سنی، شیعہ، ظاہری اور خارجی وغیرہ کے زمانوں میں اس کی کیا حالت رہی۔

۲- تقابلی مطالعہ تاکہ مختلف نظریات کے اسباب کا پتہ لگایا جاسکے۔

☆ اور قانونی فکر کی تیاری میں ان اسباب پر توجہ مرکوز رکھنا۔

☆ پھر عام حالات میں مطابقت۔

☆ اور ان سب سے فقہ اسلامی کے قواعد وضوابط کا نقشہ بنانے کا طریقہ معلوم کریں۔

پھر اس طریقہ کا نئی مغربی قانون سازی سے تقابل کریں کہ جس سے ان کے درمیان پائے جانے والا فرق اور اسباب ومشابہت واضح ہو جائیں۔

- یہاں تک کہ ہم یہ دیکھ لیں کہ فقہ اسلامی اپنے تفصیلی احکام اور تعریفات میں کہاں کھڑا ہے، پھر اس طریقہ کو آگے بڑھائیں کہ فقہ اسلامی پر اس کی بنیادیں مستحکم ہو جائیں قانون سازی کے طریقے اور اسلوب مضبوط نظر آنے لگیں۔

شریعت اسلامی سے ماخوذ عربی شہری قانون سازی کے عمل میں آخری مرحلہ میں پہنچا، فقہ اسلامی کا مختلف مذاہب کے مطالعہ کو اس مقام تک لے جانے کا تقاضا کرتا ہے جس سے مختلف نقطہ ہائے نظر سامنے آتے ہیں یہاں تک کہ ایک نئے عربی قانون کی تیاری میں ان سب کی رعایت رکھنا ممکن ہو جائے جن سے اس میں مدد لی جائے۔

- اس طرح ایک مستحکم عربی قانون فقہ اسلامی کے احکام سے اس طرح نافذ کیا جاسکتا ہے کہ اس فقہ کے احکام اور مروجہ قانون کے احکام کے درمیان عمل میں بتدریج نتیجہ اخذ کیا جاسکے جن میں دوسرے قوانین سے بہت زیادہ مدد لی گئی ہے اور پھر وہ بہترین حل پیش کئے جاسکیں جن کا فقہ اسلامی کے مختلف مذاہب میں احاطہ کیا گیا ہے اور ان کو موجودہ عربی معاشروں کی ضروریات کی تکمیل کے لئے اختیار کیا جاسکے۔

- چونکہ فقہ اسلامی کا اسلوب مختلف قسم کے مسائل کی تدابیر قائم ہے نہ کہ عام نظریات کی بنیاد پر کہ وہ مختلف عقود ومعاملات کی تدبیر کرتا ہے اور حل اس طرح پیش کرتا ہے جن

سے تمام مشکلات دور ہو جائیں کہ وہ عام قسم کے آثار وارکان محض ایک نظریہ کے طور پر پیش نہیں کرتا، یہ معاملات کے احکام کی قانون سازی اور خرید وفروخت کے مقدمات کے اہم مسائل کو آسان بنادے گا، کہ اس میں مختلف مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا جائے اور دور حاضر کی اکثر ضرورتوں کی تکمیل کے لئے اس کو اختیار کیا جا سکتا ہے پھر دوسرے موضوعات ضمان وغیرہ کی تدبیر کی جائے، پھر ان مختلف قسم کے موضوعات کے احکام کی قانون سازی کی تکمیل کے بعد اس سے زیادہ عام نظریات وقواعد کا خلاصہ تیار کیا جائے اور ان قواعد کی تدوین کی جائے حتی کہ تمام موضوعات پر ان کی تطبیق کی جا سکے جن کی تدوین ابھی تک اس لئے نہیں کی جا سکی ہے کہ ان کے سلسلہ میں کوئی متبادل نص موجود نہیں ہے۔